الحمد للہ رب العلمین

در زمانِ سعادت اقتران رسالہ

مسمّٰی بہ

ثبوت وراثت انبیا

سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور نے

لکھکر

ریاض گنجینہ کتب
مطبع فیض ساع

بار اول ۵۰۰ | نمبر رجسٹرہ ۳۶۲ | قیمت فی جلد ۳ر

فہرست مطبوعہ ریاض فیض پریس نگینہ ضلع بجنور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
متاع اخیار لذکر اولی الابصار۔ سورۂ		کتاب ہے قیمت ۔	۲ر
یوسف کی تفسیر بطبیق واقعات اہل بیت		رسالہ تحقیق جدید۔ ایضاً	۴ر
بطریق مجالس مصائب مین ایک پر اثر و دلگیر		رسالہ عطر ایمان۔ ایضاً	۵ر
کتاب ہے قیمت	عہ	رسالہ بحث اولی الامر ”	۳ر
تلخیص المصائب۔ مصائب مین [illegible]		رسالہ تحقیق متعہ۔ ”	۲ر
ہر مجلس متفرق اک رائج اور مقبول عام		رسالہ ثبوت وراثت انبیا۔ ”	۳ر
کتاب ہے قیمت ۔	۸ر	رسالہ بحث قرآن۔ ”	زیر طبع
احقاق الحق لابطال الباطل۔ باب		ضیاء اعتقاد۔ شیعہ بچون کی ابتدائی	
اول جلد اول۔ جسمین عبد اللہ ابن سبا کی		تعلیم کے لئے عقائد مین نایاب کتاب ہے	ار
بحث اور حقیقت مذہب شیعہ بڑی خوبی سے		بعد حمد شہدی۔ ”	ار
دکھلائی گئی ہے قیمت	عہ	قصیدۂ نوروز عالم افروز مصنفہ	
ایضاً۔ باب دوم جلد اول۔ قیمت ۔	عہ	حقیر در واقعات نوروز و مدح جناب امیر	
توثیق مذہب لرد تصدیق مذہب		علیہ السلام۔	۱۰ر
مناظرہ مین لاجواب کتاب ہے قیمت	۸ر	مثنوی کاشانہ عروس۔ مصنفہ حقیر	
رسالہ بحث اصول دین۔ مصنفہ		تعلیم نسوان مین مفید و کارآمد کتاب ہے	عہ
میر سجاد حسین صاحب مناظرہ قابل دید		بصفت بند کاشی۔	۔ر

یہہ کتاب شیعہ مذہب کی ہی غیر مذہب کے لوگ نہ دیکھیں

الحمد للہ رب العلمین

درین زمان سعادت اقتران رسالہ

مسمے

ثبوت وراثت انبیاء

سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور نے

لکھکر

مطبع فیض رسان نگینہ سے شایع کیا

بار اول ۵۰۰ | نمبر رجسٹر ۳۶۸ | قیمت مجلد ۳/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید انبیاء و منقبت شیر خدا علیہ الصلوۃ والسلام حقیر پر تقصیر **سید سجاد حسین** ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور ساکن موضع بہرہ سادات واقعہ سادات بارہ ضلع مظفر نگر اپنے برادران ایمانی کی خدمت با سعادت میں عرض کرتا ہے کہ درینولا ایک رسالہ مسمیٰ بہ تائید غیب مولفہ محمد عبد السمیع بنارسی میری نظر سے گذرا رسالہ مذکور کے (۱۶) صفحہ ہین - اور مطبع جواہر اکسیر بنارس مین چھپا ہے خلاصہ تمام تحریر کا یہہ ہے - کہ انبیاء علیہ السلام کے نہ وراثت ہوتی ہے اور نہ ورثا کو اون کے متروکات سے حصہ ملتا ہے پس شیعہ جو کہتے ہین کہ سیدہ نے خلیفہ ابوبکر کی کچہری مین دعوی وراثت دائر کیا - چونکہ حقیقت مین نبیون کی وراثت نہین ہوتی لہذا سمجہا گیا کہ اون کا دعوی غلط تھا اور خلیفہ ابوبکر صاحب نے جو اس بارہ مین فیصلہ صادر فرمایا وہ صحیح تھا - مولف صاحب نے دو ایک روایتین اپنی کتابون کی اور ایک روایت کافی کی بہ ثبوت اس کے کہ انبیاء کی وراثت نہین ہوتی پیش کی ہین

روایت کافی یہہ ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَافِرًا

مولف صاحب لکھتے ہین کہ ہمنے بمشورۂ چند احباب مولوی غلام حسنین صاحب کنتوری مقیم بنارس کیخدمت مین بغرض جواب اس حدیث کو پیش کیا جس کا جواب اونہون نے یہہ دیا - کافی مین باب صفۃ العلم و فضیلت علم و علماء مین یہہ حدیث وارد ہوئی ہے -

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِكَ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ اَلَاٰخِرَهٗ

ترجمہ جناب صادق نے فرمایا کہ تحقیق علما وارث ہین انبیاکے اور یہہ بات یون ہے کہ انبیا نے درہم و دینار نہین چھوڑا ہے - بلکہ اپنی حدیثین چھوڑی ہین آخر حدیث تک - مراد حضرت کی یہہ ہے کہ علما نے وراثت انبیا مین درہم و دینار نہین پایا ہے - جیسی کہ وارثان شرعی اپنے مورث سے پاتی ہین - اور یا یہ مراد ہے کہ علما کی واسطے انبیا نے درہم و دینار وراثت مین نہین چھوڑا ہے بلکہ علم انبیا کے علماء وارث ہین - پس اس حدیث مین وراثت متروکہ کی مراد نہین ہے اس لئیے کہ وہ وراثت تو رشتہ دارون کی ہوتی ہے - اور عالم دین کی وراثت علمی ہے کچھہ قرابت و رشتہ داری سے تعلق نہین رکہتی ہے کوئی عالم دین کسی کنبہ و قبیلہ کا ہو وارث نبی نہ ہوگا دوسرے حدیث مین وارد ہے علماء اُمتی کانبیاء

بنی اسرائیل خلاصہ یہہ ہے کہ اس روایت سے اور اوس وراثت سے جسکی بناپر فدک کا دعویٰ جناب فاطمہ رضی اللہ نے فرمایا کیا تعلق ہے اس جواب پر مولف صاحب طالب علمانہ چہ میگوئیان کرکے لکھتے ہین کہ اس حدیث مین چونکہ لفظ لم یُورِثُوا وارد ہوا ہے لہذا سمجھا گیا کہ متروکات انبیا مین ترکہ و تقسیم نہین مطلقاً ممتنع ہے ۔ بیگانے اور یگانے ہر فرد کیلئے مال متروکہ انبیار مین وراثت ثابت نہین اصلی مراد مولف صاحب کی یہہ ہے کہ ورثا ء و علمار کا حدیث مین کوئی امتیاز نہین ۔ سب برابر ہین ۔ جیسکہ علما کو سوائے حدیث کے کوئی حق نہین ایسی ہی ورثا کو متروکات مین کسی قسم کا استحقاق نہین حدیث عام ہے ہو کہ وارث و عالم دونون پر احاطہ کئے ہوئے ہی ۔ چونکہ جناب مولانا و مقتدانا السید غلام حسنین صاحب کنتوری نے حدیث کافی کی اصلی حالت بیان فرما دی ہتی ۔ لہذا یہہ بحث قابل اسکے نہ تھی کہ طول دیا جائے ۔ مگر مولف صاحب نے اپنی توجیہہ غیر وجیہہ پر بڑا ناز کیا ہے ۔ اور بمقابلہ جناب مولانائے ممدوح الوصف کے گویا بزعم خود میدان مار لیا ہے نظر بران مجھکو ضرورت داعی ہوئی کہ اس معاملہ کی حقیقت و اصلیت ظاہر کرون تاکہ مومنین و اہل تحقیق کو اوس سے فائدہ پہونچے بنظر بواقعات نام اس رسالہ کا **تحقیق وراثت** انبیا در کہا گیا واضح رائے ارباب ایمان ہو کہ اصل اس معاملہ کی یہہ ہے کہ شیخ حبیب احمد سہارن پوری نے مذہب شیعہ اختیار کرکے ایک مضمون علماء اہلسنتہ کی خدمت مین بایں خلاصہ پیش کیا کہ رسالہ تجادیہ کو جو کہ مثبت کفر و نفاق شیخین بروے کتب سنیہ ہی باطل کرکے خلفاء کا دنیا سے با ایمان جانا ثابت کرو اور تینتیس سوال کا جواب دو ۔

ہر تینس ۳۰ سوال اپنے اپنے مقام پر کتب اہلسنتہ مین موجود ہین علما سہارنپور نے
اوسکا جواب دیا کہ تینس ۳۰ باتون جو ہماری کتب مین درج ہونا بیان کیا ہے۔
یہہ بالکل غلط ہے۔ منجملہ ان کے ایک بات بہی ہماری کتابون مین درج نہین۔
جہانتک کہ اون کے قلم مین زور تہا انکار مین بہت اصرار کیا۔ مگر رسالہ سجادیہ کی
بابت انکار و اقرار ہان ہون کچہہ نکیا۔ جس سے سمجہا گیا کہ اونکو یقین کی
باایمان مرنے سے بزرگ مضامین رسالہ مذکور بالیقین درست ہے۔ اور کیون نہوی
رسالہ ۱۳۰۹ء مین بمقام بہٹرہ سادات حضرخانہ نبرا ہماری جلسہ
علما ہوا تہا۔ اور چند معزز علما سنیتہ دیوبند و سہارنپور و امروہہ وغیرہ اطراف
عالم سے جمع ہوئے تہے۔ مگر ایسی خاموشی ہوئی کہ آج تک باوصف انقضای مدت
کسی کو جراءت جواب نہین ہوئی بالجملہ اوس انکار نامہ سنیتہ کے جواب مین
فرزند علی صاحب ساکن بوڈہانہ ضلع مظفرنگر کی جانب سے تحیف نے ایک
اشتہار مسمیٰ بائینہ حق نما نکالا اور ہر تینس ۳۰ سوالات کی نسبت ہر سوال کے
محاذی لکہدیا کہ یہہ مضمون فلان کتاب مین ہے اور یہہ فلان مین ساتہہ ہی
بنظر اطمینان مزید یہہ بہی لکہدیا کہ جو شخص کتب مین مضمون محولہ کا نہونا ثابت
کردے گا اوسکو مبلغ عصہ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ آج تک کسی
سنی سے اوسکا جواب حسب قیود و شرایط مندرجہ اشتہار نہین ہوسکا۔ اور
نہ انشاء اللہ تعالےٰ تاقیامت ہوگا۔ اوسی اشتہار پر مولف صاحب بہی معترض
ہوئے ہین۔ نہ رسالہ سجادیہ کو باطل کرکے اپنے بزرگون کا ایمان ثابت کیا
اور نہ اونتیس ۲۹ نمبرون کی نسبت قلم اوٹہایا۔ چونکہ اوس اشتہار مین قید کا

ذکر تھا۔ لہذا آپ قلم لے بیٹھے کہ ہم **آئینہ حق نما** کا جواب لکھتے ہین
قدرت خدا ایسے حضرات اور آئینہ حق نما کا جواب اگر اصل سنیۃ سر اسال
سنگ خارا پر سر مارین گے تو حسب قیود و شرائط مندرجۂ اشتہار جواب
نہ دیسکینگے۔ اگر علمائے اہلسنت کو کچھہ حیا دنیا ہے تو رسالہ سیاد یہ کا
جواب لکھکر کفر و نفاق کی لپیٹ دار زنجیر سے اپنے پیشوایان دین کو
چھوڑائین۔ ذرہ دیکھین تو سہی ہمنے کیسے پیچ بر پیچ چکر ہا کر شیخین کو کذب
و غدر و خیانت کی زنجیر مین جکڑ بند کرکے ہاتھہ پیر باندھکر لٹکا رکھا ہے
کیونکہ اہل سطیع و مقلد وہ ہے جو اپنے بزرگون کے جسم سے کفر و شرک
و بدعت کے میلے کچیلے کپڑے اوتار کر صاف و شفاف لباس پہنائے۔
مؤلف صاحب تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر ۹ و ۹۔ پر لکھتے ہین کہ
اشتہار آئینہ حق نما مین جو کتابون کے نام لکھے ہین وہ اکثر ایسے ہین
کہ جن مین صحت کا اہتمام نہین کیا گیا عند المحققین ہر روایت اون کی لائق
اعتماد نہین۔ الخ

مؤلف صاحب کا بہت خوشی کے ساتھہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
کہ کتب مندرجہ اشتہار آئینہ حق نما کی نسبت آپنے یہہ نہین لکھا کہ یہہ کتابین
دراصل ہمارے نہین ہین۔ ویسی ہی شیعہ نے وضعی نام گڑھ کر ہمارے
گلے سے باندھ دیے ہین۔ تحریر بالا سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ کتابین تو ہماری ہین
مگر جھوٹی ہین۔ لائق اعتماد نہین۔ نیز جبکہ بقول مؤلف صاحب بجملہ کتب محولہ
آئینہ حق نما کی اکثر کتابین قابل اعتبار نہین۔ تو اون مین سے کمتر ضرور قابل قبول بنین

مولف پر فرض تھا کہ ہر کتاب کے محاذ مین لکھدیتے کہ یہہ یہہ کتابین فلان
فلان وجوہ سے لایق تمسک واحتجاج نہین - بہرحال وہ ہی کتابین
جنکا حوالہ دیا مولف صاحب کو تسلیم ہے حقیقت شیعہ و ابطال مذہب سنیتہ
کیلئے کافی ہین - بنظر واقفیت عامۃ الناس عرض کیا جاتا ہے - کہ اوسی
آئینہ حق نما مین کتاب الشمع بخاری و مسلم و بعض شروح صحیحین مثل فتح الباری
و دیگر کتب صواعق محرقہ و کنز العمال و تذکرۂ خواص الامہ ابن جوزی و تفسیر
ثعلبی و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و شواہد النبوۃ وغیرہا درج ہین -
نہ معلوم انمین سے ہمارے حضرت کے نزدیک کوئی معتبر ہے یا نہین -
بخاری و مسلم کی نسبت بدظنگی ظاہر کرنے مین شاید جوش سنیت مانع ہو -
پس وہ ہی باتین تسلیم فرمائی جائین جو کہ بحوالہ صحیحین دکھلائی گئین ہین نمبر
۲۵ و ۲۶ - آئینہ حق نما پر یہہ بات مسلم و بخاری [illegible] درج کیگئی ہے -
کہ سیدہ ابوبکر سے ایسی ناراض ہوئین کہ بالکل ترک کلام کر دیا اور وصیت
کی کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے - اہلسنت کے [illegible] ہونے [illegible] کیلئے
محض اتنا ہی کافی ہے - اگر مولف یا ان کے ہم خیال مرد میدان ہین
تو آئینہ حقنما کے مضمون کو پڑھکر جواب دین تب سمجھا جائیگا کہ وہ بھی کوئی
چیز ہین - اور کسی قطار مین شمار ہو سکتے ہین - اشتہار مذکور کا جواب دینا
بچون کا کھیل اور ہونہ کا نوالا نہین ہے [illegible] ہر اول نے اوسپر پچیس ۲۵ ہزار
روپیہ کی بازی لگائی ہے -

سید مظہر حسن صاحب رئیس امروہہ بذریعہ رسالہ حمایت الایمان آئینہ حقنما کے

جواب دینے والے کے لئے ایک لاکھہ کا انعام شائع کرچکے ہین - مولف
صاحب ہم خرما و ہم ثواب سمجھکر بعد پورا جواب دینے کے پچیس ہزار بلکہ ایک
لاکھہ لین - اور کشتی سفینت کو جو کہ موج آفات کی صدمات سے ٹکرہ ٹکرہ
ہوگئی ہے درست کرین - ورنہ ہم سمجھہ لین کہ اقتدار مذہب سنیتہ جہلا کی نظر سے
بہی گرگیا - مولف صاحب اپنی رسالہ کے صفحہ (۲) سطر (۹) پر ارقام
فرماتے ہین - کہ قصہ فدک مفتریات شیعہ سے ہے - متروکات انبیاؑ
کچھہ نہین ہوتی جن سے اون کے ورثا کوئی فائدہ اوٹھائین - انبیا کا متروکہ
جو کچھہ بہی ہے وہ علم فقہ و حدیث ہی - درہم و دینار نہین ہوتے - کرمانی شرح
بخاری سے صفحہ (۵) و (۶) پر یہہ دلیل لکھتے ہین اگر شاید کسی کو یہہ خدشہ
گذرے کہ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کرام کے متروکہ مین میراث نہین ہوتی سو اوسکی
وجہ یہہ ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ - اللہ تعالی حکیم مطلق
نے پیغمبرون کے مال مین احکام میراث نہ ہونے کی یہہ حکمت رکھی ہے تاکہ لوگو
معلوم ہووے کہ پیغمبرون کی محنت و جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تھے
دنیا کی کچھہ محبت و خواہش نہ تہی - یہان تک کہ اولاد اور وارثون کو بہی متاع دنیا
سے کچھہ حصہ نہین -

دوسری حکمت یہہ ہے - کہ اگر کوئی یہہ آرزو کرتا کہ بعد پیغمبر کی وفات کے
ہم مال کے وارث ہون گے - تو اس خیال بد یعنے پیغمبر کے موت کے آرزو
کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے -

مولف صاحب نے جو عبارت مدد سے اہلسنت کا عقیدہ بیان کیا ہے

اوسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اگر انبیا پس از وفات خود کوئی جائداد چھوڑین تو عام نگاہون مین اقتدار رسالت قایم نہ رہی۔ اور ورثا بالطبع قایم مقامی طالب مرگ مورث ہوکر سیدہے جہنم کو چلے جائین۔ بظاہر یہہ بات دلفریب معلوم ہوتی ہے اور جہلا کے بہک جانیکے لئے تو عمدہ اور قوی دلیل ہے۔ مگر تہوڑا سا غور کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ شاید اس سے ضعیف و رکیک کوئی دوسری بات نہ ہو۔ کیونکہ حسب بیان جناب ابوبکر آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ وَمَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ

یعنے ہم گروہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوتے ہین اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو چیز کہ ہم ترک کرتے ہین وہ صدقہ ہے۔ یعنی ہمارے وارثون کو اوس شئے سے بہرہ یاب ہونا حرام ہے اور ہم نشینون اور دوستون کے لئے شیر مادر سے زیادہ سریع الہضم ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ انبیاء کے متروکات صدقہ ہوتے ہین۔ نہ معلوم انبیاء نے بقول جناب رسالت مآب کچہہ جائداد چہوڑی یا وہ نہ چھوڑنگے زہد واتقا کی نسبت اوسوقت کے لوگون نے کیا خیال کیا ہوگا۔ اور خود رسالتمآب کے بارہ مین کفار قریش و دیگر مخالفین اسلام کے دل مین ایک بڑی جائداد فدک کے چھوڑنے سے کیا مظنہ پیدا ہوا ہوگا غالباً نے طماع سمجہ گئے ہونگے پاک و بے لوث تو اوسی وقت یقین کئے جاتے جب کہ گہر مین خلال کیلئے ایک تنکا نچھوڑتے۔ سوائے ازین توافت کہ ورثا کو پیش نظر تہی وہ ہی مریدون اور چیلون کو درکار ہے۔ جیسے کہ وارث بامید مرگ نبی کافر ہوتے ایسے ہی صدقہ خور مصاحب گرفتار زنجیر کفر نظر آتے ہین۔ بہرحال مفتخور

آدمیون کی طبیعت مین بھی مثل ورثا یہہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ کب نبی صاحب دنیا سے بوریا بدہنا اوٹھائین - اور ہم ہم تصدق سے سوکھی ہوئی انتڑیونکو تروتازہ کرین - وارث توایک وہی ہضم رسید ہوتا - مفت خورون کا بڑا گروہ دوزخ کا ایندہن نظر آتا ہے - مولف صاحب انصاف سے فرمائین کہ ما ترکنا صدقہ کہنے مین نبی صاحب سچے ہین یا تاویل فضول وبیجا کرنے سے کرمانی شارح بخاری - چونکہ یہہ حدیث حسب مذاق اہلسنتہ واقع ہوئی ہے لہذا اوسکے تمام خرابیون کی جوابدہی اون کے ذمہ ہے - ہم کوسوائے مذاق وقہقہہ اوڑانے کے اورکچہہ سروکار نہین کیونکہ ہم قطعی منکر ہین کہ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہرگز نہین فرمایا - کہ ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا - خلیفہ ابوبکر صاحب نے سیدہ کے محروم الارث کرنے کی غرض سے یہہ حدیث بنالی تھی - اگر ابوبکر ایسا فرماتے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم کوئی جائیداد چہوڑتے ہی نہین - جس سے ورثا متمتع ہون تو کرمانی صاحب کی توجیہ بظاہر کچہہ صحیح ہوتی - مگر افسوس ہے کہ ابوبکر سبقت لسانی نے ما ترکناہ صدقہ سے بنا بنایا کام بگاڑ دیا - اور تماشا دیکہئے دروغگو را حافظہ نباشد مولف صاحب کرمانی سے حسب بیان صدر یہہ سند لائے ہین کہ ترکہ انبیا مین احکام میراث نہ ہونیکی یہہ حکمت رکہی ہے - تا خلق کو معلوم ہو - کہ پیغمبرون کی محنت وجانفشانی صرف خداہی کے واسطے تہی - دنیا کی کچہہ محبت وخواہش نہ تہی - یہانتک کہ اولاد اور وارثون کو بھی متاع دنیا سے کچہہ حصّہ نہین الی آخرہ اور پہر صفحہ (۳) سطر ۸ اپر لکہتے ہین -

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَة لَا تَقْسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ بخاری وسلم مین روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول صلعم نے نہ بانٹین گے میرے وارث سونے کے دینار برابر بھی جو چھوڑ جاؤن مین - بعد میرے بیبیون کے خرچ کے اور کارندے کی محنت کی سو صدقہ خدا کی راہ مین ملاحظہ ہو کہ روایت کرمانی مین دو شخصون کے لئے امتناع وراثت ہے اولاد اور وارث اور کوئی شک نہین کہ بی بی داخل ورثا ہے مگر ابو ہریرہ بی بیون کا نان نفقہ اور کارندہ کی تنخواہ جائز بتلاتے ہین نہ معلوم ان دونون مین کون سچا ہے - اہلسنت کا تمامتر اہتمام یہہ ہے - کہ اولاد کا حصّہ نہین ہے، یعنی فاطمہ محروم ہین - کارندے اونہین کہائین ازواج مزے اوڑائین - مگر فاطمہ ایک کوڑی نہ پائین -

چونکہ مولف صاحب نے معاملہ فدک کو معتریات شیعہ سے قرار دیکر اس بات کو بزعم خود ثابت کیا ہے کہ انبیاء کی وراثت مالی نہین ہوتی اور بجائے خود اونہون نے جو اہلسنیہ کو یہہ باور کرانا چاہا ہے کہ اس عنوان وقطع کی بحث مین گویا منفرد ہین - چنانچہ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۳) سطر ۱۰ پر لکھتے ہین کہ مجھکو مولوی غلام حسنین صاحب مجتہد شیعہ سے دریافت کرنے مین یہہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ مباحث افراط و تفریط سے قطع نظر کرکے یہہ امر متحقق ہونا چاہئے کہ متروکات انبیاء مین احکام میراث جاری ہونگے - یا نہین الخ - اس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولف صاحب نے

اور سب باتین چھوڑ کر تمام بحث کا لبّ لباب قوتِ عقلی سے یہہ ہی نکال لیا کہ وراثت انبیا قابلِ توزیع و تقسیم ہے۔ یا نہین۔ قرینۂ کلام خود تبلا رہا ہے کہ موٓلف صاحب کو اس بحث مین دعوائے جدتیت و فرویت ہی لہذا بنظر سہولت و فہم مطلب اِس عالمین تنقیحاتِ ذیل نکالی جاتی ہین۔ تاکہ مولف صاحب کی تمامتر حقیقت ظاہر ہو جائے کہ اون کی تحریر کہان تک قابل قدر ہے ✣

(۱) یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیاء جو تقریر مولف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پرانی۔

(۲) یہہ کہ معاملہ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ و افترائی مضمون ہے۔

(۳) انبیا کی متروکات سوائے علم و حدیث کے اور کچھہ نہین ہوتی۔

(۴) آیہ یوصیکم اللہ نبی و غیر نبی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے مستثنیٰ ہے۔

(۵) لفظ لم یورثو مستدلہ موٓلف سے عام وراثت کی نفی ہوتی ہے یا کیا۔

تنقیح اوّل

(یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیاء جو تقریر مولف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پرانی)۔

واضح رائے ارباب خرد ہووے کہ درباب نفی وراثت بہ ترکہ انبیاء
جو تقریر مولف صاحب کی ہے یہہ بہت پرانی ہے - ہر جز و کلام بوجہ
کہنگی ایسا کمزور ہے کہ جیسا زنگ خوردہ لوہا یا دیمک کہایا ہوا کپڑا -
مولف صاحب کا اسمعاملہ میں اتنا ہی تعلق نہیں کہ جتنا ماش کو
سپیدی سے ہوتا ہے - تحفہ کے باب دہم میں جو ابوبکر کے بارہویں
طعن کا جواب شاہ صاحب نے جواب نوکر تر خامہ فرمایا ہے اوسکو
بالکل حرف بحرف وہی تقریر کی ہے جسکو مولف نے بدعوائے اہانت
درج اوراق فرمایا ہے - انتہی - نوسنہ برس کا زمانہ گذرا کہ تحفہ کے باب دہم کا
جواب بذریعہ کتاب مستطاب تشئید المطاعن دیا گیا ہے - آجتک
کسی عالم اہلسنت کو یہہ حوصلہ نہیں ہوا کہ اوسکے جواب میں قلم اوٹھاتا
پس ایسے مقدوح و مجروح استدلال پر مولف صاحب کا مستدل ہونا عقلاً
زمانے سا ثابت جہالت حاصل کرنا ہے - حضرات اہلسنت کا
قاعدہ ہے کہ تحفہ کے جوابوں کو نہیں دیکھتے - یا دیکھکر بیکار ہی بہتر
سمجہہ کے چہوڑ دیتے ہیں - مگر بنظر جہلاء مردم فریبی سے اپنا رنگ
جمانے اور کہانے کمانے کی غرض سے اونہیں مضامین کو جو کہ بارہا
رد ہوکر لوگوں کے ذہنوں سے محو و سہو ہو چکے ہیں - لکہہ لکہکر افراد
مصنفین میں اپنا نام درج کراتے ہیں - پس واضح ہو گیا کہ مولف
تائید غیبی نے کوئی نیا مضمون نہیں لکہا - بلکہ یہہ کاسہ لیسی صاحب
تحفہ وہی پورا ناردشدہ مضمون حوالہ قلم فرمایا ہے - تعجب ہے کہ جناب

مولانا و مقتدانا السید علامہ حسنین صاحب کی جدا علائے صاحب تحفہ کے استدلال کو باین عنوان تشئید المطاعن مین باطل فرمائین - کہ جن کا کچھ جواب نہو - اور عزیز دھلوی کی اذناب و اخلاف وہی مضمون مردود مولوی صاحب ممدوح کے سامنے بغرض جواب پیش کرین - کسی سُنی کو یہ استحقاق نہین ہے کہ تحفہ سے مضمون لیکر شیعہ کے سامنے پیش کرے - کیونکہ بقبول مشہور - جو کیا گفتی نگویا رہا - بحمد اللہ مولف صاحب نے جو دھوکہ سے دعوائے تفرد کرکے اپنا نیا رنگ جمایا تھا اوسکو ہمارے ترشی کلام نے ایسا اوڑا دیا کہ جیسے صیقل زنگ آلود لوہے کو صاف کردیتی ہے -

تنقیح دوم

یہہ کہ معاملۂ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ وافترائی مضمون ہے

مخاطب صاحب قصۂ فدک کو رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر (۹) مفتریات شیعہ سے قرار دیتے ہین اور حاشیہ صفحہ ۶ پر لکھتے ہین کہ قصۂ فدک علمائے اہلسنت کے نزدیک محض بے اصل ہے - اہل عقل غور فرمائین کہ اگر ابین سیدہ و ابوبکر صاحب امر فدک مین کوئی نزاع واقع نہ ہوا تھا تو حدیث نحن معاشر الانبیاء کے پیش کرنے خلیفہ صاحب کو کیون اور کب اور کسجگہ ضرورت داعی ہوئی تہی - کتب اہلسنت مین بحوالہ ابوبکر حدیث مذکور کا نقل ہونا خود اسبات پر دلالت کرنے والا ہے - کہ کسی نزاع وراثت مین

ابوبکر صاحب کو اس حدیث کی بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی ہر چند کہ معاملہ
فدک کو اکثر بلکہ تمامتر مورخین ومفسرین ومتکلمین سنیہ نے نقل فرمایا ہے مگر
حقیر اسجگہ بسبیل اختصار دوتین علمائے اہلسنت کا بیان نقل کرتا جاتا ہے
جن کے معتمد ہونے میں کسی سنی کو جائے کلام نہیں شاہصاحب تحفہ کے باب
دہم میں ابوبکر صاحب کی بارہویں طعن کا اسطرح جواب دیتے ہیں کہ شیعہ
جو کہتے ہیں کہ ابوبکر فاطمہ را از ترکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ پدر
او بود میراث نداد - پس فاطمہ گفت اے پسر ابوقحافہ تو از پدر خود میراث
گیری ومن از پدر خود میراث نگیرم کدام انصاف است ودر مقابلہ فاطمہ
بروایت یک کس کہ خود ش بود احتجاج نمود - وگفت کہ من از رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم شنیدہ ام کہ میفرمود کہ ما مردم کہ فرقہ انبیا باشیم نہ از کسی میراث میگیرم
ونہ کسی از ما میراث میگیرد - حالانکہ این خبر صریح مخالف نص قرآن است - و
یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین زیراکہ این نص
عام است شامل است نبی وغیر نبی را ونیز مخالف نص دیگر است کہ وورث
سلیمان داود - وھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من
آل یعقوب - پس معلوم شد کہ وارث انبیا ہم می شوند واز ایشان ہم وارثان ایشان
میراث میگیرند - جواب ازین طعن آنکہ ابوبکر منع میراث از فاطمہ محض بجہت شنیدن
این نص از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمود نہ از جہت عداوت فاطمہ - شاہصاحب تمام
طرز طعن کو تسلیم فرما کر جواب دہ ہوئے ہیں - کہ ابوبکر نے کسی عداوت کیوجہ سے فاطمہ کو
ورثہ سے محروم نہیں کیا - بلکہ محض حدیث کے سننے سے اس عبارت سے پورے

طور پر واضح ہو گیا - کہ مقدمہ وراثت دائر ہوا آیہ یوصیکم اللہ و دیگر آیات دالہ
وراثت پر بحث ہوئی خلیفہ نے اپنی سنی ہوئی حدیث پر عمل کر کے مقدمہ ارث کو
ڈسمس کیا - کوئی جاہل دنیا مین ایسے معاملہ کو بے اصل وافتراء شیعہ بتلا سکتا ہے
نہین ہرگز نہین - اس معاملہ کو وہی غیر وقوعی کہہ سکتا ہے کہ جسنے نہایت اہتمام
سے حق پوشی و ناحق کوشی پر دوہرے پٹکے سے بہت مضبوطی کے ساتھہ کمر باندہ
لی ہو - اور سنئے شاہ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھتے ہین

و مشکل ترین قضیہ معاملہ فاطمہ زہراست زیرا کہ اگر بگویم کہ وی جاہل بود باین سنت (یعنی عدم وراثت
انبیاء) بعید است و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد او را استماع این حدیث از آنحضرت مشکل تر میشود
کہ بعد از استماع این حدیث از ابو بکر و شہادت صحابہ بدان چگونہ
قبول نکرد - و در غضب آمد و اگر غضب پیش از استماع حدیث بود چرا بر گشت
از غضب تا آنکہ استداد کشید و تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابو بکر را انتہی تعجب ہے
کہ جس معاملہ کو باین عبارت واضحہ شاہ صاحب - و عبد الحق صاحب درج کتب
کرین وہ بے اصل محض و افتراء شیعہ بیان کیا جاوے - اہلسنت کو لازم ہے
کہ ایسے لغو گو اور کاذبون کے بیانات واہی پر کبھی اعتنا نکرین اون کی نسبت
یہہ ہی خیال کرلین کہ اپنا پیٹ پالنے اور خلایق کے گمراہ کرنے کی غرض سے
گنوارون مین بیٹھکر جہوٹ طوفان بکنے والے ہین چونکہ معاملہ فدک بقول
شاہ عبد الحق صاحب ایک معاملہ مشکل و قضیہ لاحل ہے - لہذا علماء اہلسنت کا
ابو بکر کو منع ارث سے سطرح بچانا مشکل ہو گیا - تب یہہ سوجہا کہ اصل معاملہ کو
وجود ہی سے انکار کر دیا جاوے تا کہ ابو بکر سنگ مطاعن کے بوجہا سے بچ جائین

مگر اب باتین بنانے سے کیا ہوتا ہے ۔ واقعات گذشتہ تاریخ نویسون کے قلم سے
نکل گئے ۔ مناظرین کے بحث مین ایک ایک بات سو سو دفعہ چیتھڑا ہی گئی ۔ اب سوا
اس کے اور کچھہ نہین ہوسکتا ۔ کہ دل کو مسوس اپنے بڑون کو کوس کاٹ کر
چپ ہو رہین ۔ جتنے جتنے وقت نظر کرین گے اوسیقدر دام کلام مین پہنستے
جائنگے ۔ بحمد اللہ جو تقریر کہ موٴلف صاحب نے کی تھی وہ اون کے گلے کا
پہندا اس عنوان سے ہوگئی ۔ کہ ہزار ناخن تدبیر گہسائین ۔ مگر انشاء اللہ ایک گرہ کہول
سکین گے ۔ معاملہ فدک کو اگر سوائے موٴلف صاحب کوئی بے اصل و افتراء
شیعہ بیان کرتا تو مین اوسی کو بے اصل و وجود و مفتری کہدیتا ۔

تنقیح سیوم

انبیا کے متروکات سوائے علم و حدیث اور کچھہ نہین ہوتے ۔ جناب
فاطمہ علیہا السلام کا وراثتاً باجلاس ابوبکر صاحب مقدمہ دائر کرنا اون لوگو
کے نزدیک جو کہ سیدہ کو نیک و پاک و الواث خود غرضی سے صاف و
مبرا جاننے والے ہین بلا حجت و تکرار اسبات کا یقین دلانے والا ہے ۔
کہ متروکات انبیاء ضرور ہوتے ہین ۔ اور اون کے ورثاء شرعی اپنے
اپنے سہام اسطرح پاتے ہین ۔ جیسے کہ جمیع مخلوقات الٰہی کی اولاد اپنے
مورثان سے بہرہ یاب و منتفع ہوتے ہے ۔ اگر بخلاف آیہ یوصیکم اللہ
جسمین بیٹے کے دو حصہ اور دختر کا ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے نبیون کے
مال مین احکام وراثت جاری نہ ہوتے ۔ تو کبھی یقین نہین کیا جاسکتا کہ

جناب فاطمہ باین زہد و پرہیزگاری اموال تصدقات کے اکتساب مین جوکہ اونپر قطعی حرام تھا کوشش فرماتین اور نہ جناب امیر علیہ السلام جیسے اعلم الناس آیات قرآن سے احتجاج فرماکر حسب روایت مسلم و بخاری بقول عمر ابوبکر کو اسی مقدمہ مین فیصلہ خلاف مراد سیدہ دینے سے کاذب غادر و خائن فہرہا سمجھتے - اکثر کتب اہلسنت مین لکہا ہے کہ جب فاطمہ و خلیفہ صاحب مین نفی و اثبات وراثت انبیا کا جھگڑا پیش ہوکر سخت محاجہ روبکار ہوا - تب حامل علم اولین و آخرین و ثقل ثقلین و قرآن ناطق یعنی امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر خلاف قرآن کیون کجہ بحثی کر رہے ہو - غریب و امیر و شاہ و وزیر و بنئی و شقی سب کی اولاد نے اپنے مورثون کا ترکہ پایا ہے -

چونکہ مجھکو اختصار مد نظر ہے - لہذا کنز العمال کے جوکہ عند السنیہ معتبر ہے بتائید مضمون بالا عبارت پیش کرتا ہون -

عن ابی جعفر قال جاءت فاطمة الی ابی بکر تطلب میراثها وجاء عباس ابن عبد المطلب یطلب میراثه وجاء معهما علی فقال ابوبکر قال رسول الله صلعم لا نورث ما ترکناه صدقة فقال علی وورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر هو هکذا وانت والله تعلم مثل ما اعلم فقال علی هذا کتاب الله ینطق فسکتوا وانصرفوا -

درحالیکہ حضرت امیر نے حسب تسلیم صاحب کنز العمال وراثت انبیا کا

قرآن سے ثبوت دیکر سیدہ کے بیان کو تقویت دی تو کیا اجگھ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت امیر نے اغراض ذاتی کو دخل کر بخیال انتفاع سیدہ آیات قرآنی کی تعبیر خلاف مقصود خدا کی۔ رسول پاک ہدایت امت کیلئے دو چیزین چھوڑین ایک قرآن اور دوسرے اہلبیت۔ سردار اہلبیت کہین کہ اس آیت کی یہہ معنی ہین۔ اور اجنبی لوگ اوس کے خلاف بتلائین۔ تو اب امت کو کسکا اتباع کرنا چاہئے۔ آیا واقف اسرار قرآن کا یا ادن لوگون کا جو حسب تصریح کتب سنیہ بسم اللہ و الحمد اللہ و سبحان اللہ کے بہی معنی نجانتے تہے۔ (دیکھو رسالہ تقریر دلپذیر مؤلفہ حقیر) حضرت امیر کے استدلال پر وہ ہی شخص نکتہ چینی کر سکتا ہے جسکو عقل و ایمان سے اصلا بہرہ نہ ہو اور جسنے بقول مولوی روم ع

تو بتاریکی علے را دیدہ		زان سبب غیری بروگزیدہ	

حضرت امیر کو احول چشم ہو کر دیکہا ہو شاہ عبد العزیز صاحب بحث شعہ مین لکہتے ہین کہ (ہر کہ غزوہ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوائے غلطی در استدلال مرتضوی می کند۔ و این دعوی شاہد جہل و حمق اوست)۔ پس جبکہ حسب تسلیم عظمائے سنیہ حضرت امیر مستدل بوراثت انبیا ہوئے ہین تو اوس استدلال پر چون و چرا کرکے یمین و شمال جانا بقول شاہصاحب جاہل و احمق بنتا ہے۔

اب مین اس معاملہ کی اصل حقیقت بیان کرتا ہون تاکہ ہر شخص کے ذہن نشین ہو جائے۔ فدک زمانہ حیات رسول صلعم سے بروئے ہبہ زیر قبضہ سیدہ تہا۔ جبکہ ابو بکر خلیفہ ہوئے تو اونکو یہہ فکر پیدا ہوا کہ ایک لاکہہ چوبیس ہزار سالانہ

آمدنی کا بدست اہلبیت رہنا ہماری اون تدابیر و پیشبندیون کے خلاف ہے جو کہ خاندانِ نبوت کے مٹانے مین کیگئی ہین۔ اگر یہہ کثیر التعداد آمدنی اون کے ہاتہہ مین رہی خود تو کہانا جانتے ہی نہین سب للہ فی اللہ دے دلاکر لوگون کے طبائع کو اپنی طرف ایسے کہینچے رہین گے۔ جیسے مقناطیس لوہے کو۔ تا وقتیکہ اون کی قوتِ تمول نہ گہٹے گی خلایق کا میلان خاطر نہ جائے گا۔ یہہ منصوبہ کر کے عاملان و کارندگانِ سیدہ کو تبدیل کر کے داخل خالصہ کرلیا۔ سیدہ نے اس مداخلت بیجا کی واقع ہونے سے بحضور خلافت مآب استغاثہ پیش کیا۔ کہ عطیات خدا و رسول کو کیون ضبط کیا جاتا ہے۔

ابوبکر صاحب نے اوس مقدمہ کو قطعی ڈسمس کر دیا۔ اور سند یعنی ہبہ نامہ جو پیش کیا گیا تہا اوس کو حضرت عمر نے چاک کر کے پہینکدیا۔

دیکہو تشیید المطاعن مطبوعہ مطبع مجمع البحرین کے صفحہ کا حاشیہ جسپر بروایتِ اہلسنت شق ہبہ نامہ کا تذکرہ ہے۔ جبکہ یہہ بوجہہ نا موجہہ غیر مسموع ہوا۔ تب آپ نے فرمایا کہ مین ہر طرح مالک ہون۔ میرے مالکانہ استحقاق مین تمہاری توجیہات کار آمد نہ ہونگی۔ ہبہ اگر تمہارے نزدیک صحیح و جائز نہین ہے تو مین اپنے باپ کے متروکات کی وارثہ ہون۔ سیدہ جانتی تہین کہ اب کوئی موقعہ گفت و شنید مخالفین کو نہ ملے گا۔ مگر وہان کیا دیر تہی ذرہ کل ملائی اور تانبے پیتل کے برتنون کیطرح خدبشین ڈہل گئین۔ خوانخلیفہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کیسی وراثت لیتی ہوئی پہر رہی ہین۔ آپکو یہہ ہی

خبر ہے کہ نبیون کے وارث محروم قرار پاچکے ہین۔ آپ کے باپ کے متروکات اون کی اولاد پر حرام ہین۔ اور ہم صاحبون پر حلال۔ سیدہ نے فرمایا کہ کمال تعجب ہے کہ میرے والد بزرگوار ہر طرح کے مسائل مجھکو سمجھا گئے اخبار آئندہ و فتن وحوادث کی خبر دیگئے۔ مگر اس اہم مسئلہ کو جسکا نفع و ضرر میری ذات سے بالخصوص تعلق رکھتا ہے۔ چھپائے رکھا کبھی ظاہر نکیا۔ سوائے تمہارے کوئی اور بھی شہادت دیسکتا ہے۔ کہ حضرت نے ایسا ایسا فرمایا ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ کسی کے سامنے حضرت نے نہین فرمایا فقط مجھسے تخلیہ مین بذیل دیگر راز و نیاز کے فرماگئے تھے۔

عندالسنیہ یہہ بات مسلم ہے کہ ابوبکر اظہار حدیث مین متفرد تھے۔

چنانچہ صاحب ابوبکر کے بارھوین طعن مین لکھتے ہین۔ (اگرچون این خبر را (یعنے نحن معاشر الانبیاء) ابوبکر خود شنیدہ بود صاحب تفتیش از دیگرے نداشت۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی ہدیۃ الشیعہ مین لکھتے ہین کہ ابوبکر نے اسواسطے کہا تھا کہ اونکو اپنی خلافت مین ایسے پیچیدہ مقدمہ کا فیصلہ کرنا تھا۔ پس اسیواسطے ظاہر کردیا تھا۔ کہ نئے قسم کے مقدمہ فیصل کرنے مین اون کو دقت واقع نہ ہووے۔ اور بدیہہ شرک ہوکر فیصلہ صادر فرمادیوین محمد قاسم صاحب نانوتوی اک عجیب بات اسی سلسلہ مین لکھتے ہین۔ فرماتے ہین کہ جب سیدہ و رثہ پدری سے محروم ہوئین۔ تو مدینہ مین گھر گھر غل پڑ گیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ قبل از تصفیہ وراثت جملہ سکنائے مدینہ بالعموم اس سے ناواقف تہے کہ انبیاء کے ورثا ترکہ پانے سے محروم کئے گئے ہین۔ غرضکہ اس مین کوئی

شک نہین ہوسکتا کہ نفی وراثت کی حدیث بیان کرنے مین ابو بکر صاحب کی تنہا
یاد داشت نے کام دیا۔

الحاصل چونکہ مقدمہ ہبہ جو کہ اصل اصول نازعہ ہے اوسنے اہلسنت کو ایسا
دائرہ ضیق مین پہنسا یا ہے کہ اوسکے جواب دہی سے قطعًا بند دہن ہین۔
لہذا شاہصاحب نے لاچار ہو کر تحفہ مین لکہدیا کہ شیعہ جو دعوی کرتے ہین کہ فاطمہ
علیہا السلام نے مقدمہ ہبہ پر رجوع کرکے حضرت علی وام ایمن وحسنین سے
گواہی دلائی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ دعوائے ہبہ از حضرت زہرا وشہادت
دادن حضرت علی وام ایمن یا حسنین علی الاختلاف الروایات در کتب
اہلسنت اصلا موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است۔ شاہصاحب
بہی آفتاب پر خاک ڈالنے مین سیاہ اندہی ہین۔ بدیہیات اولیہ سے انکار
کردینا گویا اونکا عین مذہب ہے معلوم اس شخص نے کیون دہوکہ دہی پر کمر
باندہکر سنیون کو مغالطہ دیا ازدہ ۲ کتب معتبرہ اہلسنت مین بتفصیل ماتمر
لکہا ہے۔ کہ منجانب سیدہ ہبہ کا دعوے پیش ہوا۔ علی وام ایمن وحسنین
نے وقوع ہبہ پر گواہی دی۔ خلیفہ صاحب نے بعد سماعت شہادت
حکم دیا کہ علی ایک مرد ہین اور ام ایمن ایک عورت ہے حسنین ایک
چہوٹے بچے ہین ڈگری کے لئے یہ شہادت ناکافی ہے۔ اسی سوا آئندہ تو
۲۵ کتابون مین درج ہین۔ اگر شاہصاحب وہی مرشے کی ایک ٹانگ رکہی
جاتے ہین۔ کہ افترا شیعہ ہے افسوس ہے دانشمندان اہلسنت پر
کہ ایسی یا وہ گو آدمی کی تحریر کو سچا سمجہکر کہین جائین کہ شاہصاحب بہادر نے

یہ لکھا ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے - جو شخص اتنی کثیر التعداد کتب کی تحریر سے
انکار کرے گا وہ غلط دکھلائی وہ کسطرح عالم ہونے کی قابلیت نہیں
پا سکتا - کیا تجربہ رسیدہ کنندہ کہا جا سکتا ہے - حقیر نے ہبہ کی بحث کو
رسالہ تقریر دلپذیر میں بہت صفائی سے بیان کیا ہے - جو صاحب
ملاحظہ فرماوینگے انشاء اللہ تعالی بہت لطف اوٹھاوینگے - ہیں ۳۴
کتابوں میں حال دعوائے ہبہ و شہادت درج ہے - اون کتابوں میں سے بارشاد
معتمد شیعہ رئیسان جناب مولانا مفتی السید محمد قلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے کتاب تشیید المطاعن میں جو مطبع مجمع البحرین لدھیانہ صفحہ ۲۲۹ پر
نقل فرمائی ہے جسکو اشتباہ ہو دیکھ لیوے - منجملہ کتب متذکرہ صدر
دو چار کتابوں کے نام بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ واضح ہو جاوے کہ
ایسے ایسے علمائے جلیل الشان نے دعوائے ہبہ کا ذکر کیا ہے جنکو
شاہ صاحب امام اہلسنت لکھتے ہیں - معنی قاضی القضاۃ - ارباب العقول
ابن حجر مکی - فصل الخطاب - مواقف - شرح مواقف - روضۃ الاحباب وغیرہ
ہرگاہ اتنی کثیر التعداد کتب میں مقدمہ ہبہ گواہی گواہان مع وقت
السمہ کا ذکر ہے تو کیا انصاف سنی صاحبان اسبات کو یقین کر سکتے
ہیں کہ واسطے ایسا دعوی بنائے عدالت کے جو فی الواقع سچا تھا اور علی اور
حسنین علیہم السلام نے بنظر اکتساب مال ناجائز جھوٹی گواہی دی
میں شاہ صاحب کا ہبہ سے انکار کرنا اور مولف صاحب کا معاملہ ہبہ کو
بے اصل و افترائے شیعہ لکھنا صاف دلالت کرتا ہے کہ ہر دو صاحبوں

سوائے عداوت و مخالفت اہلبیت امر دیگر مرکوز طبیعت نہین - اگر بقول ہوتف
صاحب یہہ معاملات قطعاً ساختہ شیعہ ہین - تو بروایت مسلم و بخاری و دیگر
کتب سنیہ سیدہ ابوبکر صاحب سے کیون ایسی ناراض ہوئین کہ جبتک
زندہ رہین کلام نکیا اور وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے جسکو
شاہصاحب بہی تسلیم کرکے لکہتے ہین کہ یہہ وصیت غایت تستر و حیا سے
واقع ہوئی تہی - نکہ بغض و عداوت سے سب سے قطع نظر کرکے اہل
انصاف سے پوچہا جاتا ہے کہ اگر ابوبکر سے کوئی امر خلاف رضامندی
سیدہ واقع نہ ہوا تہا تو بقول شاہصاحب عبدالحق صاحب وغیرہم ہیز
حضرت ابوبکر دروازہ سیدہ پر جاکر کیون معذرخواہ ہوئے تہے - کیا مطابق
شرع و موافق حدیث رسول حکم دینے والے شخص کے ذمہ یہہ بات بہی لازمی
ہے - کہ مستغیثون کو منانا پہرا کرے - ابوبکر صاحب کا دروازہ اہلبیت پر جانا
عجیب لطف کا رنگ دکہانے والا ہے -

اسپارہ مین ضعیف نے رسالہ تقریر دلپذیر مین بالکل نئی طرح کی گفتگو کی ہے
انشاء اللہ تعالے جو صاحب ملاحظہ فرمائینگے - تازہ پہولون کے دماغ پسند
خوشبو سے معطر ہو جائینگے -

الحاصل اس تنقیح مین یہہ بحث ہے کہ آیا متروکات انبیاء مین وراثت مالی
ہوتی ہے یا نہین - لہذا اوس کی تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتا ہون - میرے
اور نیز اون سب کے نزدیک جو کسیقدر بہی پاس و ادب اہلبیت ملحوظ رکہتے
ہین سیدہ کا دعوائے ہبہ و وراثت کرنا اور علی و ام ایمن کا وقوع ہبہ پر گواہی

دینا اور پہر عند التنازع وراثت حضرت امیر کا آیات قرآن سے وراثت انبیاء پر استدلال کرنا بلاحجت وانکار اس بات کا یقین دلانے والا ہے کہ رسول مقبول نے ضرور سیدہ کو فدک ہبہ کیا تہا - اور روبروے ابو بکر صاحب مقدمہ ہبہ کے بپا کرنے میں وہ بالکل صحیح البیان تہین اور گواہان ہبہ نے سچی گواہی دی تہی - اور بحث وراثت مین سیدہ برسر حق تہین اور حضرت امیر قرآن پاک سے وراثت انبیا کی ثابت کرنے مین راستی پر تہے - طمع و لوث ذاتی کو اوس مین ہرگز دخل نہ تہا - جو لوگ کہ سیدہ کو اہل نفسانیت سے جان کر اون کے دعوی کو محمول بطمع کرتے ہین جیسا کہ مولوی خلیل احمد صاحب مدرس دیوبند مولف ہدایات الرشید نے لکہا ہے کہ جناب فاطمہ نے بجوش نفسانیت یہہ دعوی پیش کیا تہا وہ البتہ بخیال حفظ ابو بکر یہہ کہہ سکتے ہین اور کہتے ہین کہ سیدہ نے خواہ جہالت یا طمع نفسانی سے یہہ دعوی دائر کیا تہا - آیہ یوصیکم اللہ کو جناب سیدہ کا دلیل وراثت مین پیش کرنا خود تبلا رہا ہے کہ وہ باعتقاد خود اوسکو عام خلایق پر موثر سمجہتے ہین پس فاطمہ کا دعوی کرنا ہمکو یقین دلانے والا ہے - کہ متروکات انبیا مین نفاذ وراثت ہوتا ہے - علاوہ ازین آیات قرآن پاک وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاؤُدَ و رَبِّ هَبْ لِی مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ کی تفاسیر مین علمائے اہلسنت قایل بوراثت مال ہوئے ہین - تفسیر بیضاوی و تفسیر کشاف زمخشری و ربیع الابرار و بغوی و تفسیر معالم التنزیل و تفسیر بحر المعانی و تفسیر مدارک و کتاب حیوۃ الحیوان وغیرہا مین لکہا ہے - کہ جناب سلیمان علیہ السلام کو حضرت داود کے

متروکات سے سوائے دیگر اموال و متاع کے ایک ہزار گھوڑے ملے
تھے تمام کتب و تفاسیر کی عبارت نقل کرنا موجب طوالت سمجھکر فقط بیضاوی
شریف کی عبارت جسکو اہلسنت نہایت معتبر جانتے ہین۔ نقل کئے دیتا ہون
تاکہ حضرات کو کچھہ تو یقین پیدا ہو کہ انبیا بھی وراثت رکھتے تھے۔ اور ورثا
نے اون کی وفات کے بعد ورثہ پایا ہے۔ بیضاوی بذیل تفسیر قولہ تعالیٰ الخ
اذ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ رقمطراز ہوئے ہین۔
رُوِيَ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَام غَزَا دَمَشْقَ وَنَصِيبِيْنَ وَاَصَابَ
اَلْفَ فَرَسٍ وَقِيْلَ اَصَابَهٗ اَبُوْهُ مِنَ العمالقه فورثها منه
فَاسْتَعْرَضَهَا اِلیٰ اٰخِرِهٖ دیگر کتب و تفاسیر کی عبارات بھی مثل عبارت
متذکرۂ بالا ہین سمجئے۔ نحن معاشر الانبیاء کو دیمک چاٹ گئی۔
اگر تمام انبیاء کے ورثاء متروکات پدری سے محروم رہے۔ اور رسولان
ماسلف کوئی چیز پس از وفات خود نہ چھوڑتے۔ تو بقول مفسرین مذکور الصدر
حضرت سلیمان ایک ہزار گھوڑے ترکہ پدری مین کیونکر پاتے۔ جناب
خلیفہ اوّل سے بڑی غلطی ہوئی کہ اونہوں نے اور نبیون کو بھی ساتھہ
گھسیٹ لیا۔ اگر اسطرح فرماتے کہ حضرت نے مجھسے فرمایا تھا۔ چونکہ مین
خاتم النبیین ہون لہذا مجھکو بارگاہ عزت سے یہہ شرف حاصل ہوا ہے
کہ جو ترکہ چھوڑ جاؤن اوسمین اجراء احکام وراثت نہ ہوگا۔ بلکہ بذیل
تصدقات سوائے ہمارے خاندان کے دیگر مومنین پر حلال سمجھا جائیگا
تو کسیقدر مقلدان ابوبکر کا کام چل سکتا تھا۔ نتیجہ یہہ ہوتا کہ نہ علی انبیاء

ماسبق ہے کے وراثت کا قرآن سے حوالہ دیتے اور نہ ہم بہ ثبوت وراثت مالی
بیضاوی و دیگر تفاسیر کے اوراق اولٹ پلٹ کرتے ۔ اور سنئے حضرت
حسن بصری جو کہ صوفیون کے پیر مغان ہین آیہ وافی ہدایہ وورث سلیمانگی
تفسیر مین وہ بہی وراثت مالی کے قایل ہوئے ہین ۔ دیکہیئے جناب مولف
ان معزز لوگون کی نسبت کیا فتویٰ دیتے ہین ۔ غالباً یہہ ہی کہین گے
کہ آدمی تو معتبر تہے مگر نہ معلوم کیون بہک گئے ۔ یا یہہ کہدین کہ شیعہ نے
موقعہ پاکر ہماری کتابون مین اپنی مفید مطلب لکہدیا ہے حامیان ملت
سنیہ بہت کوشش کر رہے ہین کہ کسی حیلہ و تدبیر سے ابوبکر صاحب مصون
عن القدح ہون اور جناب سیدہ پر الزام آجائے ۔ مگر بقول سعدی سالح کو
کیا آنچ ۔ جسقدر توجیہات بیجا و فضول و لاطایل پیش کرینگے اوسیقدر اسیر
کمند بلا ہوتے جائینگے ۔ ہائے افسوس حضرت عائیشہ کا بہی خیال نہین کرتے
کیونکہ بقول سنیہ وہ بہی مثل سیدہ متروکات نبوی کے مدعیہ ہین اگر فاطمیہ
حرف آیا تو عائشہ صدیقہ مجتہدہ اور عثمان غنی سات سمندر پار اوتر کر نہ معلوم کس
جزیرہ مین پہونچ جائینگے ۔ بوکالت حضرت عثمان جناب بی بی صاحبہ آپ بہی اپنے
حصہ کی طلبگار ہوئی تہین ۔ بخاری شریف مین درباب حدیث بنتی النضر سارا
قصہ مذکور ہے کہ عائشہ کے بہیجے ہوئے عثمان خلیفہ ابوبکر کے پاس آئے کہ
میری موکلہ کا ترکہ نبی مین آٹہوان حصہ ہوتا ہے ۔ اوسکو دلوائے ابوبکر نے
اونکو بہی وہ ہی حدیث سنائی ۔ جو سیدہ کے سامنے بیان کی تہی ۔ تعجب ہے
کہ نبی صاحب تمام دنیا کے قصہ عائیشہ سے تخلیہ مین بیان کر گئے ۔ مگر کبہی اسکا ذکر

نفرمایا کہ ہماری وراثت تم پر حرام ہے - کاش بحکم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ
حضرت تبلیغ احکام الٰہی مین کوتاہی نفرماتے - اور محبوب بی بی سے حرمت وراثت کا
اظہار کر جاتے - تو اونکی پیاری البتہ کو وہ ندامت نہوتی - جو مقدمہ ہارتے وقت
کسی فریق مقدمہ کو ہوا کرتی ہے - سب سے زیادہ عجب اسکا ہے کہ جب عائشہ
دیکھہ چکی تہین کہ فاطمہ بڑی طولانی بحث کے بعد مقدمہ ارث مین ناکامی حاصل
کر چکی ہین - تو انہون نے کس برتے پر مقدمہ دایر کیا تھا - اور عثمان صاحب نے
کس حوصلہ پر وکالت نامہ تصدیق کرایا تھا - شاید باوا کی چہچی کو گہر کی حکومت سمجھکر
ایسا کرنے کی جرأت ہوئی ہو - سچی بات یہہ ہے کہ نہ کہین بی بی عائشہ نے دعوی
کیا اور نہ عثمان وکیل بنکر کچہری مین گئے یار لوگون نے ابو بکر کی عزت بڑہانے
کے لئے ایک مضمون گڑہ دیا ہے کہ وہ ایسی پاک وصاف تہی کہ فاطمہ تو بجائے
خود رہین عائشہ کا بہی پاس نکیا - اور کورا جواب دیدیا اگر کہا جائے کہ سیدہ کے
ساتہہ مخالفت تہی اس جہت سے فدک ندیا تو عائشہ سے کیا خصومت تہی
جس کے دعوی کو سماعت نکیا - اس مضمون کا بناوٹی ہونا خود ظاہر ہے -
ایک مدعی کا دعوی خارج ہوکر مثل داخل دفتر ہو رہی ہے اور دوسرا اوسی بناء
رد شدہ پر عرضی دعوی لئے ہوئے عدالت کے دروازہ کو جہانک رہا ہے -
بہلا یہہ بات کسیطرح بہی سمجہہ مین آسکتی ہے - اور اگر دعوائے عائشہ کو صحیح
مان لیا جائے تو اقرار کرنا پڑے گا کہ صدیقہ محترمہ بہی اباجان کو نقل نحن معاشر
الانبیا مین کچہہ بہت سچا نہ جانتی تہین - اگر راست گو سمجہتین تو بفور اخراج
دعوائے فاطمہ دبان بیٹہین کہ میان والد ماجد سے کہہ گئی ہونگی - کہ ہمارا کوئی

وارث نہین ہے عایشہ کے دعویدار ہونے سے سخت شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ عایشہ ابوبکر کو نقل حدیث مین جھوٹا جاننے والی نہ تہین -

حقیر نے اس بحث کو رسالہ سجادیہ مین جسکے جواب سے تمام ہندوستان کے علماء سنیہ عاجز ہوچکے ہین عجیب وغریب طرز سے بیان کیا ہے - رہی آیہ دوم یرثنی ویرث منہ آل یعقوب اوسکی تفسیر مین بہی مفسرین اہلسنت نے وراثت مال ہی سے مراد لی ہے سدی و مجاہد و شعبی و بغوی و ابن عباس و حسن بصری و ضحاک و فخر رازی اسکے قائل ہوئے ہین کہ اغلب رائے یہ ہے کہ حضرت زکریا نے ورثہ پہونچنے کیلئے بیٹی کی خدا سے خواہش کی ہو عبارت معالم التنزیل نقل کیجاتی ہے - قَالَ الْحَسَن مَعْنَاہُ یرثنی مَالَ - شاہصاحب نے اسجگہ قوت عقلی سے عجیب دہوکہ آمیز گفتگو کی ہے - فرماتے ہین کہ اس آیت مین مال واثقال سے مراد نہین بلکہ نبوت سے ہے - چنانچہ لکھتے ہین کہ مراد وراثت منصب است کہ اشرار بنی اسرائیل بعد از من بر منصب نبوت مستولی گشتہ مبادا کہ تحریف احکام الٰہی و تبدیل شرائع ربانی نمایند و علم را محافظت نکنند - و بدان عمل نہ آرند - کیا خوب دعا ہے کہ مجھکو بیٹا عنایت کر جو مہمات نبوت کی پوری نگہداشت کرے ایسا نہ ہو کہ فاسقین و فاجرین غلبہ پاکر شریعت کو درہم و برہم کردین - اہل عقل غور فرماتین کہ نبوت بہی ایسی چیز ہے جسپر بلا حکم خدا کوئی شخص متصرف ہو کر دین کو تباہ و برباد کردیوے - اگر حضرت زکریا کے بیٹا پیدا نہ ہوتا تو کیا امر رسالت معطل رہکر دین خدا ظالمون کے پنجہ مین پہنس جاتا - حضرت

زکریا علیہ السلام حسب عقیدۂ شاہصاحب اتنا ہی نجانتے تہے کہ بحکم
لاینال عہد الظالمین منصب امامت و نبوت ظالمون کو نہین پہونچ سکتا۔
یہہ عہدہ خداداد ہے جسکو اللہ اوسکے قابل دیکھتا ہے عنایت فرماتا ہے
اگر بقول شاہصاحب یہہ دعا اسی معنی پر واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت زکریا نے خدا کو ہدایت کی اور بیدار کیا کہ مجکو بیٹا عنایت کر ورنہ
نبوت پر غاصب تگر مسلط ہو جائینگے۔

افسوس ہے کہ شاہصاحب نے بضد و عداوت سیدہ آیہ وراثت
کے ایسے معنی بیان کئے کہ جس سے ایک اولوالعزم نبی کی معرفت مین
برا بہاری دہبہ لگتا ہے۔ الفاظ دعا یہہ ہین کہ یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ
یَعْقُوْبَ یعنی وہ مولود جس کے عنایت کرنے مین استدعا کرتا ہون۔
مجہسے ورثہ لے اور آل یعقوب سے لے۔ تو کیا نبوت کے اجزا اور حصہ
ہوا کرتے ہین۔ کہ کچہہ اس گہر سے اور کچہہ اوس گہر سے لیجائے۔ یہہ بات
ہرگز نہین۔ بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام پیر خمیدہ
پشت ہوگئے تہے اور اونکی زوجہ گرامی سن یاس کو پہونچ چلکی تہین جس سے
زاد و ولد بظاہر بعید تہا ایسے وقت مین بحالت مایوسی اونہون نے دعا کی تہی
تاکہ باقیات الصالحات سے تمتع اوٹہائین اور اون کی املاک و جائداد جو کہ تمامی
شرعی ذمہ داریون سے پاک و صاف تہین اشرار و فجار کے ہاتہہ مین نہ پڑین
مال حلال کی حفاظت مین دعا و تدابیر شائستہ سے کوشش کرنا معیوب نہین
بلکہ ممدوح ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ انبیاء کے متروکات بہی ہوتے ہین۔

اور اون مین اجرا وراثت بہی ہوتا ہے - اور سیدہ کا دعوی جایز طور پر ہوا تہا - اور خلیفہ ابوبکر نے نحن معاشر الانبیاء کے بیان کرنے سے سیدہ کے حقوق واجب تلف کر ڈالا -

تنقیح چہارم

(آیہ یوصیکم اللہ نبی و غیر نبی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے مستثنےٰ ہے -)

اس آیت کی نسبت شیعہ یہہ کہتے ہین کہ اولاد نبی و غیر نبی بموجب آیت اپنا اپنا حصہ مورثون کے ترکہ سے پا سکتے ہین - خدا نے دختر و پسر کے حصہ کی تعداد اس مین تبلا دی ہے - سُنی صاحب یہہ فرماتے ہین کہ اس آیت کا انبیاء سے تعلق نہین امت کو حکم دیا گیا ہے کہ تقسیم ترکہ اسطرح کرنا چاہئیے - اہل انصاف کے سامنے فریقین کا ثبوت دکہلایا جاتا ہے - عاقل لوگ بمعائنہ دلایل فریقین نتیجہ نکال لیوین کہ آیت کا مطلب عام ہے یا خاص - ✣ -

دلایل شیعہ

اوّل ہمارے نبی صلعم و دیگر انبیاء علیہ السلام مثل سایر الناس کہاتے پیتے سوتے جاگتے تہے - عمدہ پوشاک پہنتے تہے - اونٹ و گہوڑ وغیرہ چڑہتے تہے - عورات سے لذتین اوٹہاتے تہے - بال بچے اولاد مراد

سب رکہتے تہے یہہ کیا معنی کہ اولاد کو اون کا ترکہ نہ ملے - اولاد انبیاء پر بڑی
سختی معلوم ہوتی ہے کہ اون کے باپ کا ترکہ لوگ کہائین اور وہ مایوسانہ
دیکہہ دیکہکر دم نہ مارین - یہہ صریح جبر ہے اور جبر و ظلم ذات خداوندی سے
بعید ہے - سوائے ازین قرآن پاک مین کسی جگہہ صراحتًا یا کنایتًہ اسکا ذکر نہین
ہے - کہ نبیّون کی اولاد اپنے مورثون کے ترکہ سے محروم کیگئی ہے -
کتاب اللہ ہر رطب و یابس پر شامل ہے - کسی جگہہ اسکا ذکر نہ ہونا آیہ یوصیکم اللہ کا
عام لوگون کے حق مین موثر ہونا ثابت کرتا ہے -
دوم بعد منسوخی ہبہ جناب سیّدہ نے اس آیت کے بناء پر دعوای وراثت
پیش کیا - حضرت علی نے بروایتِ کنز العمال وغیرہ بطرفداری سیّدہ اجراء
وراثت پر قرآن سے دلائل پیش کین عائیشہ نے متروکہ نبی کو قابل جریان
وراثت جانکر آٹہوین حصّہ کا مطالبہ کیا - عثمان نے پیروی مقدمہ کا بار
اپنے ذمّہ لیا - + -

دلائل اہلسنّت

سُنی صاحب کوئی بات ایسی دل لگتی ہوئی بیان نہین کرتے جس سے
خیال کیا جاوے کہ یوصیکم اللہ قاطع حقوق ورثاء انبیاء ہے - البتہ
شاہ صاحب نے حضرت ابوبکر کی بارہوین طعن مین فقط اسیقدر لکہا ہے
کہ لفظ کم خطاب باُمّت است - نہ بہ پیغمبر - مگر حضرت ممدوح نے کوئی
دلیل بہ ثبوتِ مدّعاء خود نہین لکہی - ویسے ہی گول مول چہوڑ گئے - البتہ

مولوی محمد قاسم صاحب بانئے مدرسہ دیوبند و موئف ہدیۃ الشیعہ نے ایک بڑی دلیل لکھی ہے۔

فرماتے ہیں کہ اسجگہ خدا مثل کلکٹر ہے۔ اور نبی سررشتہ دار سررشتہ دار جب بحکم کلکٹر کسی مجرم کو حکم سناتا ہے۔ تو اسجگہ قرینہ بیان یہہ ہوتا ہے کہ صاحب بہادر تمکو ایک ماہ کی قید یا پچاس روپیہ جرمانہ کرتے ہیں۔ تو گو اوس حکم کا سنانے والا سررشتہ دار ہوتا ہے۔ مگر اوس حکم سے اوسکے نفس کو کوئی فائدہ و ضرر نہیں ہوتا۔ ایسے ہی نبی بحکم خدا امت کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ اے معشر مسلمین خدا تمکو یہہ حکم دیتا ہے کہ دختر کا ایک حصہ اور پسر کے دو حصہ ہوتے ہیں۔ پس نبی کی ذات اس حکم سے بچی ہوئی ہے۔

دوسری دلیل یہہ لکھتے ہیں کہ وراثت مردہ کی تقسیم ہوا کرتی ہے نکہ زندہ کی نبی گوشہ قبر میں زندہ موجود بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس صورت میں تقسیم ترکہ کیونکر ممکن ہے۔

افسوس کہ ابوبکر کے ذہن عندالرجوع دعوٰی یہہ حجت قوی مرکز نہ ہوئی ورنہ وہ ضرور پیش فرما دیتے۔ مگر کچھہ فائدہ نہوتا سیدہ بہ ثبوت مرگ انبیاء اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ قرآن سے نکالکر دکھلا دیتیں۔ دونوں فریق کی حجت و دلائل مثل آئینہ اہل نظر کے سامنے ہیں جسطرف عقل رہنمونی کرے جھک جائیں۔

تنقیح پنجم

لفظ لم یرثو مستدلہ مولف صاحب سے عام وراثت کی نفی ہوتی ہے یا کیا۔

ہرگاہ اکابر علماء سنیہ کے بیانات سے تنقیحات ماسبق مین ظاہر ہو چکا ہے کہ انبیاء نے ترکہ چھوڑا جس پر اون کی اولاد متصرف ہوئی اور حضرت زکریا نے تحفظ مال جائز و مباح غیر کیلئے استدعا اولاد کی اور حدیث نحن معاشر الانبیاء ما ترکنا و صدقہ بیان کردہ حضرت ابوبکر منجر ترک جائداد وغیرہا ہے تو حدیث کافی اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَدِیْنَارًا مین جو لفظ لَمْ یُوَرِّثُوْا وارد ہوا ہے وہ اثبات پر دلالت نہین کرتا کہ انبیاء سوائے چند احادیث اور کچھ گھر مین چھوڑتے ہی نہین جس سے ورثاء مستفید ہون بلکہ صاف و صحیح مطلب یہہ ہی ہے کہ علماء نے وراثت انبیاء مین علم پایا ہے نہ کہ درہم و دینار طالب علمون کی زندگیات اور نفس معاملات مین بڑا فرق ہوتا ہے۔ مولف صاحب کو چاہئے کہ اپنے اون علماء متقدمین کو جنہون نے ارث انبیاء مین نفاذ وراثت جائز سمجھا ہے سزائے تازیانہ دیدو یکر پوچھین کہ نبیون کے پاس تو سوائے علم و حدیث کے اور کوئی چیز ہوتی ہی نہین پھر تم کیسے کہتے ہو کہ حضرت سلیمان نے وراثتین ہزار گھوڑے پائے تھے۔ عائشہ کی سوج تو بذریعہ سمر نرم طلب کرکے پوچھین کہ آپنے آٹھوین حصہ کا کیون دعوی کیا تھا۔ عثمان صاحب کو تشنیم نمائی کرکے کہ وکالت نامہ لیکر عدالت مین کیسے گئے تھے۔ قاضی صاحب کا انداز کہ آپنے خواہ مخواہ باین جلالت و عظم شان ترکہ داود مین مال کا تذکرہ کر کے

کیون آمادہ ہوگئے ۔ حسن بصری کا جُبہ و پوشینہ اوتار کر پوچہین کہ ای حضرت آپ باین کشف وکرامات و سیر ارض وسموات خلاف مقصود خدا رب بنت لی مع اللہ تک دنیا مین یہہ رائے دینے پر کیون آمادہ ہوگئے کہ اس دعا کا بنا وراثت مال پر مشتمل ہے ۔ یہہ لوگ مولف صاحب کو سمجہا وینگے ۔ کہ حضرت سجہ ہی کی پیری سے اکثر لوگون نے قرآن سے ہدایت پائی ۔ اور اکثر نے ضلالت مین امید کرتا ہون کہ بعد معائنہ نتیجہ بر نتیج نتیج کسی عاقل کو یہہ وہم کرنے کی گنجایش نملے گی ۔ کہ انبیا مطلق کوئی چیز نہین چہوڑتے ۔ اور اون کے متروکات ناقابل اجراء احکام وراثت ہین ۔

مولف صاحب کو لازم ہے کہ بہ قائم مقامی مولوی عبدالعزیز صاحب جو اونہون نے تقریر کی ہے ۔ جسکو صاحب تشئید المطاعن نے باطل کیا ہے پہلے اوسکو حرف بحرف رد کردین تب مصنفون کی جماعت مین بیٹہنے کا نام لین ۔ و.. نہ اونکی کوئی بات لائق سماعت و پذیرائی نہ سمجہی جائیگی ۔

مولف پر لازم ہے کہ پہلے یہہ لکہین کہ مقدمہ ہبہ رجوع کرنے مین سیدہ نے اپنے والد ماجد پر افترا کیا ۔ یا کہ دعوی اون کا صحیح تہا ۔

دوم ۔ ۲۵ ۔ کتابون مین جو حالات ہبہ کے لکہے ہین وہ کتابین معتبر ہین یا نامعتبر بصورت نامعتبر ہونے کی دلیل کیا ہے ۔

سوم ۔ علیؑ وام امین نے جو گواہی دی وہ سچی تہی یا جہوٹی ۔

چہارم ۔ عبدالعزیز صاحب نے جو دعوائی ہبہ و شہادت گواہان سے انکار کیا ہے ۔ اور ۲۵ ۔ کتابون مین اوسکا حال درج ہے ۔ اندر بصورت

ہیہ کو مفتریات شیعہ بیان کرنے مین شاہ صاحب کا بیان کہان تک قابل وثوق ہے ۔

پنجم ۔ درحالیکہ مولف صاحب لکہہ چکے کہ معاملۂ فدک بے اصل و افترا شیعہ ہے ۔ تو سیدہ و عائشہ کا مدعی وراثت ہونا حضرت علی کلو وراثت انبیا کو آیات قرآن سے ثابت کرنا سیدہ کا ابوبکر سے ناراض ہوکر سد باب کلام کرلینا ابوبکر کا بروایات مدارج النبوۃ و کتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوٰۃ وفصل الخطاب و ریاض النضرۃ و کتاب الموافقہ ابن السمان وغیرہا مندرجہ تشئید المطاعن صفحہ ۲۲۷ ۔ کیا معنی رکہتا ہے ۔ اگر فدک پر کوئی نزاع نہ ہوا تہا اور شیعہ نے مفتری بنکر خواہ مخواہ ابوبکر کے سر طوفان تہوپ دیا تہا ۔ تو یہہ اتنی باتین کہان سے پیدا ہوگئین ۔

مولف صاحب ارشاد فرماتے ہین کہ وہ شیعہ کو افترا پرداز بتلانے مین سچے ہین یا ان کے علماء سابقین ان واقعات کثیرۂ دغدیدہ کے بیان کرنے مین جہوٹے ہین ۔ آخر دونون مین کوئی سچا ہی ہے ۔

الحمد اللہ کہ ہر پنج تنقیح مین مولف صاحب کے دعوی کے کشف حقیقت کیگئی اگر تا مدۃ العمر جواب دینے مین کوشش کرنا چاہین گے ۔ تو انشاء اللہ ایک بات کا جواب معقول نہ لکہ سکینگے ۔ یہہ لطیفہ بہی قابل سننے اور یاد رکہنے کے ہے ۔ مولف صاحب تائید غیبی کے صفحہ ۴ ۔ سطر ۴ ۔ پر لکہتے ہین کہ بخاری مین لکہا ہے ۔

کہ عمر ابن خطاب نے علی و عباس و عثمان و عبدالرحمان بن عوف و

وسعد بن ابی وقاص و زبیر بن العوام سے پوچھا کہ قسم دیتا ہون مین تم لوگون کو اوس خدا کی جس کے حکم سے قایم ہے آسمان و زمین آیا جانتے ہو تم تحقیقا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہین ہم وارث کئے جاتے جو چیز کہ چھوڑا ہم نے اوسکو وہ صدقہ ہے۔ سب نے کہا کہ واللہ ہان کہا ہے پہر متوجہ ہوئے حضرت عمر طرف حضرت علی و عباس کے۔ پس کہا کہ ہم قسم دیتے ہین تم دونون صاحبون کو آیا تم دونون جانتے ہو کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایسا فرمایا ہے۔ دونون صاحبون نے کہا کہ واللہ یون ہی ہے آگے مولف صاحب لکھتے ہین کہ یہہ حدیث اکثر صحابہ جانتے تہے نہ صرف حضرت ابوبکر خصوصاً حضرت علی کو جو شیعہ کے نزدیک معصوم ہین اوسی صفحہ چار ۴ پر مولف صاحب بخاری سے دوسری حدیث نقل کرتے ہین کہ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِیٌّ وَعَائِشَۃُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ واہ یہہ عجیب نغمہ بے وقت ہے۔ بروقت بحث وراثت بعد ابوبکر ایک گواہ حدیث لانورث نہ تہا۔ اور عمر صاحب کے سامنے کو زیون نکل پڑی۔ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے ایک طولانی عبارت مین بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سماعت پر کسی نے گواہی نہین دی چنانچہ وہ فقرہ یہہ ہے فَاَیْنَ کَانَتْ ھٰذِ الرِّوَایَاتُ اَیَّامَ اَبِیْ بَکْرٍ وَمَا نُقِلَ اَنَّ اَحَدًا مِّنْ ھٰؤُلَاءِ یَوْمَ خُصُوْمَۃِ فَاطِمَۃَ وَاَبِیْ بَکْرٍ رَوٰی مِنْ ھٰذَا شَیْئًا۔ دور کیون گئے شاہ صاحب ہی تو قبول کرتے ہین۔ کہ اوس وقت اس حدیث کی سماعت کا حال کسی دوسرے سے دریافت نہین کیا گیا

چنانچہ ابوبکر کے بارہویں طعن میں لکھتے ہیں - کہ چون این خبر را (یعنے حدیث وراثت را) ابوبکر خود شنیدہ بود صاحبِ تفتیش از دیگرے نداشت - بہلا یہہ بہی کوئی بات ہے - کیون حاجتِ تفتیش نہ تہی خاندان نبوّت کا جنکی اطاعت بحکم حدیث ثقلین ابوبکر و تمام امّت پر فرض تہی معاملہ تھا ابوبکر پر لازم تھا کہ اپنے کلام کی تصدیق کے لئے دو چار گواہون کا بیان ضرور قلمبند کر لیتے تاکہ فاطمہ پر حجت ہو جاتی علی سے کہتے کہ حضرت آپ کے سامنے نبی صاحب لانورث فرما گئے ہین - آج آپ کی بی بی صاحبہ خلاف اوسکے ورثہ مانگ رہی ہین - ذرا اون کو سمجہا دیجئے کہ تم بوجہ اولادِ نبی ہونیکے باپ کے ترکہ سے محروم ہو چکی ہو عام خلایق کی طرح تمکو ورثہ نہین ملسکتا اگر سر دربار مرتضےٰ ایسی گواہی دیتے تو فاطمہ چپکی ہو کر گہر مین بیٹہہ رہتین نہ ابوبکر سے ناراض ہو کر باب کلام بند کرتین اور نہ بر وقت رحلت وصیت فرماتین کہ ابوبکر کو میرے جنازہ پر نہ کہڑا ہونے دینا - اور نہ ہم لوگ بطرفداری سیدہ صاحب کی بعض الفاظ سے مذمت کرتی -

غرضکہ بیانات گواہان لینے میں سوائے فائدہ کے کوئی نقصان تہا مگر ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند - خلیفہ صاحب نے اسمعاملہ مین ضرور کچہہ فائدہ دیکہا ہوگا -

بخاری شریف مین عائشہ و عثمان و علی و عبّاس وغیرہا کا حدیث وراثت پر گواہی کا دینا لکہا ہے اور بخاری ہی مین در باب حدیث بنی النضیر ہہی یہی درج ہے کہ عائشہ نے ابوبکر سے آٹہوان حصہ بوکالت عثمان طلب کیا - دیکہو صفحہ

(۲۰۴) تشئید المطاعن - نہ معلوم مولف صاحب ان ہر دو روایات مخالفہ ومتضادہ سے کسکا اعتبار فرمائین گے - بڑا غضب ہوا اختلاف کلام کے جرم مین بی بی بخاری بے اعتبار ہوئی جاتی ہین - عائشہ بھی عجیب بلا تہین ایک جگہ کہتی ہین کہ متروکات نبی صدقہ ہین اون مین وراثت جاری نہین ہو سکتی - اور دوسرے موقعہ پر خود مدعی وراثت ہوکر مقدمہ لڑا بیٹہین - خیر یہہ تو عورت تہین مگر عثمان بہی بہک گئے - حدیث لا نورث کی گواہی بہی لی - مقدمہ وراثت کا وکالت نامہ بہی لکہا لیا - حضرت ابوبکر اک سادہ طبیعت وشریف مزاج آدمی تہے - ورنہ عثمان کو قانون پیشہ سمجہکر بجرم دہوکہ بازی و خلاف بیانی سپرد سشن کردیتے - حقیقت مین شیخ سعدی نے صحیح کہا ہے

نکوئی با بدان کردن چنان است — کہ بد کردن بجائے نیک مردان

اگر ابوبکر صاحب عثمان کی چالاکی سے چشم پوشی نکرتے اور سید ما فوجداری سپرد کردیتے - تو اون کو اپنی عہد خلافت مین یہہ جرأت نہوتی کہ تمام فدک کو مروان کے پیٹ مین گہسیڑ دیتے - دیکہو رسالہ سجادیہ مولفہ حقیر انتعافات وقت سے حدیث وراثت کے تمام گواہ نکل گئے - علی و عباس بہی اسطلے درجہ کے گواہون مین داخل ہین اور روبروے عمر اونہون نے ایک بڑے جلسہ مین نہایت شد و مد و واللہ باللہ کے ساتہہ شہادت ادا کی ہے - ہمنے رسالتمآب کی زبان سے یہہ حدیث سُنی ہے - کہ ہمارا ورثہ صدقہ ہے - احکام وراثت اوسپر نفاذ پذیر نہین ہو سکتی - مگر صحیح مسلم کی کتاب الجہاد مین مذکور ہے - کہ علی و عباس نے حضرت عمر کے اجلاس مین دعوی

فدک پیش کیا۔ جسپر اونہون نے یہہ جواب دیا کہ اے علی و عباس اس مقدمہ کو تم نے ابوبکر کے سامنے پیش کیا تہا۔ پس جبکہ اونہون نے تمہارے خلاف مراد فیصلہ صادر فرمایا تو تم دونون نے اونکو کاذب و غادر و خاین و آثم سمجہا۔ مین ابوبکر کی راے کو توڑکر تمکو ڈگری نہین دے سکتا۔ تم مجکو بہی ایسا ہی جانتے ہو۔ جیسا کہ میرے بڑے بہای کو جانتے تہے۔ بخاری و مسلم کی بہی عجیب پرنور روایات ہین نہ کہین ہیر ہے نہ پہیر۔ کسی جگہہ لکہا ہی کہ فلان فلان حدیث وراثت کی گواہ تہے اور پہر اونہین گواہون کو لکہا ہے کہ مدعی وراثت ہوئے اور حاکم کو جہوٹا اور دغاباز کہا ایک اجلاس سے مقدمہ ہارے اور پہر مقدمہ کیا دوسرے حاکم کے یہان اوسی مقدمہ کو مجدداً دایر کرادیا۔ دفعہ ۱۳ ضابطہ دیوانی کا بہی خیال نکیا۔ چونکہ اہلسنتہ کی صحیحین مین یہہ خلاف عقل جہگڑے درج ہین۔ وہ ہی جواب عنایت فرمائین کہ یہہ کیا قصہ ہے۔ یہہ کیسے لوگ تہے جو کبہی گواہ بنے۔ اور کبہی مدعی بنکر حاکم کو جہوٹا سمجہا۔ ایک جگہ مقدمہ ہارا دوسری جگہہ دایر کیا۔ کسی عالم اہلسنتہ نے آجتک اس پیچیدگی کو نہین سلجہایا۔ ہان مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولف ہدایتہ الشیعہ نے علی و عباس کی نسبت لکہا ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر کے اجلاس مین مقدمہ دایر کرکے بعد ناکامی جو عمر کی کچہری مین عرضیدعوی لیکر پہونچ گئے اُسکی وجہہ یہہ ہی کہ یہہ بہ گواہ بشر تہے اور بشر سے سہو ہونا ممکن ہے۔ پس انہون نے بہول کر دعوی کردیا الخ عجب ہوائے محو و سہو چلی کہ کئی آدمی بہول بہلیان مین پڑ گئے۔ عائشہ و عثمان حدیث وراثت کی گواہ اور پہر اوسی بات کے

بہوے بہکے ہوئے مدعی علی و عباس گواہ اور پہر دعویدار بہول چوک ایکدفعہ ہوتی ہے نہ چند بار اول ابوبکر کے عہد مین بہولے پہر عمر زان بعد عثمان کیوقت مین دعوائے فدک کرنے سے سہو کیا۔ غرضکہ ہر وقت اور ہمیشہ بہولتے ہی رہے۔ یاد کیون آتا مطلب کے خلاف بہی تہا۔

مولف صاحب بار بار بخاری کی احادیث گہسیٹ گہسیٹ کرلاتے تہے دیکہو ہمنے اوسی صفحہ کے اندر جسکو اونہون نے چہیڑا تہا۔ یعنے یہہ کہ علی بہی حدیث وراثت کو جانتے تہے۔ ایسا جال مین پہانسا ہے کہ جتنا اوچہل کود کر دام بلا سے ہاتہہ پیر چہوڑانا چاہینگے بند پر بند چڑہتا جائیگا۔ تا اینکہ دم گہٹ گہٹا کر جان ہوا اور روح فنا ہو جائیگی۔ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۱۶ سطر ۱۲) پر مولف صاحب لکہتے ہین۔

ناظرین کو مژدہ ہو کہ اس کمترین نے ایک رسالہ شیخ حبیب احمد شیعی کے اشتہار کے جواب مین لکہا ہے۔ چونکہ اوس شپرہ چشم دکور باطن نے حضرت ابوبکر و عمر کے ایمان و اسلام مین بہی کی ہے لہذا اوسکا ثبوت تحقیقاً و الزاماً عقلاً و نقلاً کتب معتبرہ سے باقوال آئمہ کرام لکہا گیا ہے۔ اور اثبات خلافت خلفاء راشدین و ابطال اعتراضات معترضین کمال بسط و تفصیل سے کیا ہے۔ اور قریب تیس ۳۰ روایتون کی کہ اکثر کتب شیعہ کی ہین۔ ثبوت خلافت خلفاء راشدین مین لکہی گئی ہین۔ اور حدیث خم غدیر کی پوری بحث مذکور ہے۔ اور دربارہ شان نزول آیہ کریمہ یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ الآیۃ فریقین کے مفسرین کے اقوال معہ مالہ و ما علیہ کے مسطور ہین۔ اور اہلبیت و عترت کی نسبت جو کچہ

شیعون کے خیالات ہین وہ دیکہلائے گئے ہین - عنقریب انشاء اللہ تعالے یہہ رسالہ چہپکر ہدیہ ناظرین ہوگا - واہ سبحان اللہ ہم تو مدت سے منتظر تہے کہ کوئی صاحب اشتہار آئینہ حق نما کا جو کہ شیخ حبیب احمد صاحب سہارنپوری نے شائع کیا ہے جواب لکہین - تو حقیقت اہلسنت کہلجائے -

امروہہ سے مولوی محمد احسن قوم نورباف نے ایک جواب لکہا تہا - جسمین مثل مولف اپنی تمام کتابون کو بے اعتبار بتلایا گیا تہا - حالانکہ بخاری و مسلم بہی اوسی مین داخل ہین - اوسکا جواب بذریعہ حمایت الایمان امروہہ سادات نے چہاپا تہا - اور ایک لاکہہ روپیہ انعام مجیب کے لئے تجویز کیا تہا - آجتک تو کسی نے دم نہ مارا تہا - مگر اب مولف صاحب نے کروٹ بدلی ہے - دعوی تو پر زور معلوم ہوتا ہے مگر نتیجہ مین وہ ہی تین کانی ہونگی جہلا رسنیہ تو بہت خوش ہو رہے ہونگے کہ مولف صاحب بڑے محقق ہین مگر عقلاء خود سمجہ لینگے کہ بے ایمان مرے کا جو مولف صاحب نے ثبوت دینا چاہا ہے - او نکو آگاہ ہونا چاہئے کہ اشتہار مین یہ استدعا کی گئی ہے - کہ ہر دو رسالہ سے ہمارے دونون صاحبون کا دنیا سے ایمان لیکر جانا ثابت کردو - مولف صاحب نے یہہ نہین لکہا کہ ہم رسالہ مذکور کے اون مضامین کو جو کہ مثبت کفر و نفاق شیخین لکہے گئے ہین - باطل کرکے اپنے خلیفون کا با ایمان ہونا ثابت کرینگے - اس سے ہمکو ایک نوع کی تشویش ہوگئی - کہ بخاری و مسلم و مشکوۃ وغیرہا سے لکہدینگے کہ قال ابوھریرہ و قال عائشہ و قال عکرمہ و قال عمر ابن سعد و قال شمر ذی الجوشن

اگر مولف نے رسالہ سجادیہ کا رد نہین لکہا اور ویسے ہی قلم اوٹھایا ہے تو اونکو
لازم ہے کہ مسودہ کو پہاڑ پہوڑ کر خاک سیاہ کر دین خلاف منشاء اشتہار اگر
جواب ہوا تو ردیات مین نیلام کر دیا جاویگا۔ معاملہ غدیر جو کہ شاہ صاحب
تحفہ مین بہت کچہہ لکہہ چکے ہین اوسکا جواب مجلدات عبقات الانوار مین جلد
دوم حدیث غدیر سے دیا گیا ہے۔ مولف صاحب کو لازم ہے کہ اوس جلد کا
جواب دیکر حدیث غدیر کا غلامقصود شیعہ ہونا ثابت کرین۔ ورنہ جو کچہہ لکہا
ہے وہ بچون کو تنگ بنانے کے لئے دیدین۔ ہماری سرکار مین غیر
ٹکسال عزیزون کی قدر و منزلت نہین ہے اشتہار نے جواب مین پہلے
یہہ شرط لکہدی ہے کہ براہ بندہ نوازی کمیٹی جانچ کے لئے معاملہ و مرتب کرکے
تیس ۳۰ نمبرہائے مندرجہ اشتہار کا ہمسے ثبوت لے لیجئے۔ رسالہ سجادیہ کا
جواب تیار فرمائے سوائے اسکے کہ بقاعدہ مناسب مناظرہ ہو آپ کے کئے ہوئے
جواب ہمارے یہان قبول نہوگا۔

مولف صاحب اگر شرائط اشتہار ملحوظ رکہکر جوابدین تو بہتر ورنہ خاموش رہین
جیسے کہ قدیم سے اون کے بزرگ بمقابلہ شیعہ رہی ہین۔ صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر مولف
صاحب دو آیتین قرآن پاک کی پیش کرتے ہین۔ اوّل آیہ خمس واعلموا انما
غنمتم من شی فان اللہ خمسہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمسکین وبن السبیل۔ دوم آیہ۔ مال فے ما افاء اللہ
علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمسکین وابن سبیل الی اخرہ ہر دو آیات سے وہ یہہ نتیجہ

نکالتے ہین کہ خمس وہ مال فی ہین چونکہ چند حصہ گئے گئے ہین لہذا اوسمین جو
کثرت حصہ داران اجراء احکام وراثت نہین ہوسکتی وقف وہبہ ومیراث سب باطل
دعوائے بلادلیل ہے - مولف صاحب کو آگاہ ہونا چاہئے کہ اموال متذکرہ کے
تقسیم کرنے کو یہہ چہہ موقع بتلائے گئے ہین -

مطلب ظاہر یہہ ہے کہ اس مال کو اور ضرورتون مین صرف نکیا جاوے
سوائے ان مقامات کے جنکی تفصیل درج قرآن ہے چہہ حقدارون مین تین
مستحق متعین ہین اور تین مجہول - خدا و رسول و ذی القربے کی تشخیص بلا
تردد ہے - یتیم و مسکین و مسافر مین کلام ہوسکتا ہے مگر تینون صفات آخر کی
آدمی خاندان رسول مین بہی موجود تہی - پس کیون نہین ممکن ہے کہ تمام آیت
خاندان رسول کو فائدہ پہونچانے والی ہو - یہہ نہین ہوسکتا کہ اپنی گہر کے
یتیم و مسکین فاقے سے مرین اور دوسرون کا پیٹ بہرا جائے - اول
خویش بعدہ درویش پر تمام اللہ لوگون کا عمل ہے - یہہ آیت اون لوگو
تعلق رکہتے ہین - جن پر زکواۃ حرام کی گئی ہے - عام یتیم و مسکین و
مسافرین کو اس حکم مین داخل سمجہا جائے تو بڑی نا انصافی ہے - کہ وہ
زکواۃ پر بہی ہاتہہ مارین اور خمس و مال فی سے بہی بہرہ یاب ہون - اور
یتیمان آل محمد زکواۃ سے بہی محروم رہین - اور خمس جو اون کا اصلی
حق ہے اوسمین بہی حصہ نہ پائین - اس مال مین آنحضرت جناب سیدہ کا
بلا شراکت غیرے بہی ہوتا ہے - کیونکہ خدا کا حصہ رسول کا حصہ تہا بعد
انتقال رسول متعلق ہوا اور ذی القربے جو کہ سیدہ ہین دو حصہ خدا و رسول کے

اور ایک حصّہ اپنا پاکر تین حصّہ کے مالک ہو جائینگے جو کہ پورا نصف ہوتا ہے اگر مولف صاحب اسموقع پر یہہ فرمائین کہ خدا و رسول کا حصّہ امام زمانہ کا تہا - اور وہ ابوبکر تہے - ہمکو اس کے تسلیم کرنے سے کچہہ عذر نہین -

مگر حضرات اہلسنت اتنا ثابت فرما دیوین کہ ابوبکر و عمر کو انحضرت نے اپنا جانشین فرمایا تہا - جو صاحب اس بات کا ثابت کرنا چاہین وہ پہلے شاہ صاحب کے اس قول مندرجہ تحفہ کی اصلاح کا فکر فرمالیں کہ خلفاء ثلثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص - پس جبکہ عبدالعزیز جیسے ہوا خواہ ثلاثہ کو اون کے غیر منصوص ہونے کا اقرار ہے تو ایسے غیر موعود خلفاء کو مال خدا اور رسول کا مالک جائز قرار دینا سراسر بعید العقل ہے بلحاظ داشت حضرات اہلسنت ہمنے مان لیا کہ بوجہ تعلقات سیاست و حکومت حضرت ابوبکر امام وقت تہے - اور حقوق خدا و رسول پر اونکو تصرف کرنے کا منصب تہا - تو کیا اس امامت سے وہ سہم ذوی القربیٰ کو ہی شیر مادر سمجہکر ہضم کر سکتے تہے - امام وقت پر یہہ بہی تو لازم ہے کہ حقداروں کو اون کا حق واجب پہونچائین - اہل قرابت یتیموں مسکینوں مسافروں کو اون کا حصہ واجب عنایت فرماوین - ہم اتنی دردسری گوارا نہین کرتے کہ اسوقت کتنے مساکین و مسافرین کی فہرست بتائین کہ کس کسکو دیا گیا - فقط ذوی القربیٰ کی بابت خیر اندیشان خلفاء سے پوچہتے ہین - کہ بندہ کو مال خمس سے کتنے خروار گیہون دئے -

فدک سے جسکی بروایاتِ اہلسنت مندرجۂ تشئید المطاعن ایک لاکھ چوبیس ہزار
روپیہ سالانہ آمدنی تھی - کئی ہزار روپیہ دے - آخران بیتے جاگتے ذوی القربیٰ
کو بھی دیا - یا سب خود ہی سمیٹ لیا -

شاہصاحب ابوبکر کے بارہویں طعن میں لکھتے ہیں کہ مال آنجناب بعد از
وفات حکم وقف دارد بر جمیع مسلمین خلیفہ وقت ہر کہ را خواہد بچیزے اختصاص نماید
مؤلف صاحب صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ وقف وہبہ و میراث سب باطل دعوے
بلا دلیل ہے - کیا خوب بقول شاہصاحب متروکات نبی بعد وفات وقف ہوں
اور بقول مؤلف صاحب اونمیں قابلیت وقف وہبہ وغیرہ نہ ہو نہ معلوم ان دونوں
صاحبوں میں کون سچا ہوگا عبدالعزیز صاحب کو تو جھوٹا کہہ نہیں سکتا البتہ مؤلف صاحب
ہی جھوٹے ہی ضرور ہونگے خلیفہ وقت کے اختیارات تو بقول شاہصاحب ایسے وسیع ہوں
کہ جسکو چاہیں کسی چیز میں مخصوص کرا دیویں اور رسول خدا اتنا بھی نہ کرسکیں کہ فدک کو فاطمہ
کے واسطے خاص کرا دیویں - عجیب سے نائب وسیع الاختیار سوائے ابوبکر کے اور
کوئی نہیں دیکھا - ف ۲ - کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت نے ہبہ کیا بعض لوگوں نے
گواہی دی ؛

مؤلف صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے نہ معلوم دلیل ان کی اصطلاح
میں کس چیز کا نام ہے - اب اس توجیہ غیر وجیہ کا جواب دیتا ہوں جس سے شوق
ہے مؤلف صاحب کا اعتراض یہ ہے کہ حدیث کافی میں جو یہ فقرہ ہے اِنَّ
الانبیاءُ لم یُورِثُوا دِرهماً ولا دیناراً وانّما اَورثوا احادیثَ مِن
احادیثِهم - اسمیں لفظ (لم یُورِثُوا) عام وراثت کی نفی پر دلالت کرتا ہے

یعنی کسی فرد کے لئے افراد عالم سے خواہ وہ وارث ہون یا علماء ترکہ انبیاء سے ورنہ نہین ملسکتا۔ اور دوسرا لفظ وا نمّا ہے یہہ لفظ بمقام حصر آیا کرتا ہے دونون لفظ کی تائید مین مولف صاحب نے صفحہ ۹ پر آیات قرآن پیش کئے ہین جنکو ذیل مین مع جواب لکھتا ہون۔ بحث لفظ (لم) قولہ تعالےٰ الا ابلیس لم یکن من الساجدین۔

مولف صاحب اس آیہ مبارکہ کے یہہ معنی لکھتے ہین مگر ابلیس نہ تھا سجدہ کرنے والون سے۔ فائدہ مین تحریر فرماتے ہین کہ نتیجہ آیت یہہ ایت ہوا کہ نتھا سجدہ کرنے والون سے نہ یہہ کہ اوسنے کسی خبر زمانہ مین سجدہ کیا۔ اگرچہ اوسنے قست نہکیا مطلب مولف کا یہہ ہے کہ لم یکن من الساجدین۔ جو درباب شیطان قران مجید مین آیا ہے وہان لفظ (لم) ما القطع ثابت ہوتا ہے کہ ذات شیطان سے عام طور پر سجدہ کی نفی کی گئی ہے یعنے یہہ کہ نہ اوسنے پہلے کبھی کسی جزو زمانہ مین سجدہ کیا اور نہ اب زمرہ ساجدین مین داخل ہوا افسوس ہے کہ مولف صاحب نے اپنے دعوی کے سچا ہونے کی غرض سے آیہ قرآن کی غلط تفسیر کی۔ اصل واقعہ یہہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا وجود باکرمت خدا نے بنایا تو تمام فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ تعظیمی کرو سب نے بحکم خدا فوراً اوسکو سجدہ کیا مگر شیطان نے خدا سے بحث شروع کردی کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ یعنے میری خلقت آگ سے ہے اور اس کی مٹی سے آگ جسم لطیف رکھتی ہے اور خاک کثافت سے بھری ہوئی ہے۔ یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اعلےٰ ادنیٰ کی تعظیم کرے اسپر خدا نے اوسکو گروہ ملائکہ سے خارج کرکے ملعون قرار دیدیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ شیطان کو جز و زمان کیا

بلکہ ہر زمانہ مین سجدہ باری ادا کرنے کی عادت تہی نیز دیگر ملائکہ بہی عادی بسجود تہے اسیواسطے خدا نے تمام گروہ ملائکہ کو جو کہ اپنے معبود کی عبادت مین حاضر رہتے تہے امر بسجدہ فرمایا تہا۔ اگر شیطان طائفہ ساجدین مین نہ ہوتا اور کبہی پہلے اوسنے یہہ عمل نہ کیا ہوتا تو بمقام استدلال یہہ نہ لکہتا کہ مین اوس آدم سے افضل ہون۔ بلکہ یہہ دلیل پیش کرتا کہ ہرگاہ خدا ہی نے خود بدولت کے سامنے کبہی سر نہین جہکایا۔ یا تو یہہ ہیولۂ خاکی یعنے جسدِ آدم علیہ السلام کیا وقعت رکہتا ہے حسب مذاق مؤلف خدا سے بڑی غلطی ہوئی کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سر جہکانیکا ایسے فرشتہ کو حکم دیا جو کہ ہمیشہ سے برسر بغاوت تہا خدا کا شیطان کی نسبت یہہ فرمانا کہ (ابیٰ واستکبر) یعنے آدم کو سجدہ کرنے سے ازراہ غرور انکار کیا اسی پر دلالت کرتا ہی کہ وہ انکار براہ تکبر اوس سے واقع ہوا ورنہ وہ ہر وقت سجدہ باری پر آمادہ تہا کمال تعجب سے کہا جاتا ہے کہ مؤلف صاحب شیطان کے ازجملہ ساجدین ہونیسے منکر ہین حالانکہ تمام اہل اسلام اوس کے معلم الملکوت و عابد و ساجد ہونیکے مقر ہین چنانچہ یہہ شعر زبان زد عام ہے ؎

اگر لاکہون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا	گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنیسے

مطلب یہہ ہوا کہ گو پہلے شیطان نے کثرت سجود سے اپنے ماتہے کو زانوئے شتر بنا دیا تہا۔ مگر ایک دفعہ بمخالفت حکم باری ترک کرنے سے تمام گذشتہ عبادت رائیگان ہوگئی۔ مین کمال حیران ہون کہ خدا کو آدم کے لئے انکار سجدہ سے شیطان پر ایسا غصہ آیا کہ اوسکو ملعون ملائکہ سے خارج کرکے تا قیامت راندۂ درگاہ کر دیا اور قبل ازین ترک عبادت سے گاہے ملال نہ ہوا۔ مجکو سخت تعجب ہے

خدا اپنے مقدس کلام مین ارشاد فرماتا ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی نہین پیدا کیا مینے جنون اور انسانون کو مگر برائے عبادت اور شک نہین کہ بحکم کان من الجن ابلیس ملعون خبیس اجنہ سے تھا اندرینصورت مولف صاحب کیونکر یہہ کہنے کا حق رکھتے ہین کہ شیطان سے بمفہوائے لم یکن من السجدین کبھی پہلے سجدہ نکیا تھا۔ یہ پاس خلفاء ایسی سخن تراشی فرماتے ہین جس سے خواہ نخواہ اون کی حق پوشی و ناحق کوشی کا یقین کرنا پڑتا ہے۔ مین انشاء اللہ بخاری و مسلم شریف سے ایسی احادیث دکھلاؤنگا جن سے بلاتکلف سمجھہ لیا جائیگا کہ مولف کا یہہ دعویٰ کہ لفظ (لم) سے عام نفی مستنبط ہوتی ہے سراسر باطل ہے۔ بخاری شریف مین لکھا ہے بغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ وھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھرا۔ یعنے غصہ ہوئین فاطمہ ابوبکر پر اور رائے جدائی اختیار کی اور نہ زائل ہوئی جدائی اون کی ابوبکر سے یہان تک کہ وفات پائی اور زندہ رہین بعد نبی چھہ مہینے۔ لفظ مہاجرت مندرجہ بخاری سے اسجگہہ یہہ مراد ہے کہ سیدہ نے ابوبکر سے ملنا جلنا بعد مقدمہ فدک ترک کر دیا۔ چونکہ حدیث مین لفظ (لم) آیا ہے۔ غالبًا مولف صاحب اور اون کے ہم مذہب یہہ ہی سمجھین گے کہ (لم) سے عام نفی پائی جاتی ہے یعنی یہہ کبھی اور کسیوقت سیدہ اور ابوبکر مین اتحاد نہین ہوا قضیہ فدک کے قبل و زمانہ مابعد مین گا ہے باہم ربط و ضبط نہ ہوا تھا۔ بمقام دیگر بخاری موصوف مین ہے فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت

وعاشت بعد النبی ستۃ اشھر - یہہ حدیث بہی ہم معنی حدیث بالا سے
اور لفظ (لم) بہی موجود ہے نہ معلوم اسجگہہ مولف صاحب کیا معنی تجویز فرمائینگے
مسلم شریف مین بہی - لم تتکلم حتی ماتت - درج ہے - مولوی خلیل احمد
صاحب انبہٹیوی ضلع سہارنپور مین ہدایات الرشید مین (جسکو اہلسنت نے
نمونہ عجائب قدرت خداوندی کا خطاب دیا ہے - (دیکہو اشتہار مولوی
محمد قاسم صاحب الہ آبادی جس کی سرخی یہہ ہے کہ سوال از جمیع علمای
شیعہ) لکہا ہے کہ لفظ (لم) عام کلام کی نفی نہین کرتا - بلکہ مطلب یہہ ہے
کہ سیدہ نے خاص معاملہ فدک مین فرط ندامت وخجالت سے گفتگو نہ کی دیگر
امورات مین گفت وشنود ہوتی رہی بلکہ صاحب ہدایا الرشید نے شیعہ کی
کتاب علل الشرایع سے ثبوت پیش کیا ہے کہ سوائے امر فدک سیدہ
وحضرت ابوبکر مین سلسلہ کلام جاری تہا اسکا جواب حقیر نے رسالہ تقریر دلپذیر
مولفہ خود مین عجیب پر لطف دیا ہے بہرحال مولف صاحب تو ہرجگہہ (لم) کو
عام تجویز فرماتے ہین - مگر مولف ہدایات الرشید وامام مسلم وبخاری نے جو اوسکو
خاص کیا ہے دیدہ باید اون کے حق مین بپاداش مخالفت کیا ارشاد فرمائے
ہین - مولف صاحب کو یقین فرمانا چاہیے کہ بحکم ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامی
دارد کہین لفظ (لم) سے عام نفی ہوجاتی ہے اور کسی جگہہ خاصہ حدیث کانی
مستدلہ مولف صاحب مین اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْ دِرْھَمًا وَّلَا
دِیْنَارًا جو وارد ہوا ہے اسجگہہ لفظ (لم) سے یہہ ہی مطلب صریحا پیدا ہوتا ہے
کہ امت محمدی مین جو علماء حق ہین وہ وارث نبی ہین - مگر ایسے وارث نہین

جبکہ ہر مورث کے ورثا ہوتے ہیں - بلکہ وہ وارث علم نبی ہیں جب سے ترویج و اشاعت
احکام دین کریں نہ ایسے وارث کہ ترکہ مورث سے درہم و دینار پاتیں جناب مولانا و
مقتدانا السید علام حسنین صاحب کنتوری ادام اللہ وجودہ نے جو مختصر جواب جو اوسے قلم فرمایا
وہ ایسا جامع ہے کہ جسکے مقابلہ میں قلم اوٹھانا کار عقلا نہیں مولانا کے متقدم الوصف
نے جو جواب تحریر فرمایا ہے کہ حدیث درہم و دینار و معاملہ سیدہ سے کوئی علاقہ نہیں
یہی ہی جواب سلطان العلما اعلی اللہ مقامہ نے حاشیہ معالم پر لکھا ہے - دیکھو
تشئید المطاعن جواب باب دہم تحفہ میں بمقام بحث وارثت صفحہ (۲۰۷)-

بحث متعلق بلفظ (انما)

حدیث کافی میں جو یہہ الفاظ وارد ہوئے ہیں وانما اورثوا احادیث من احادیثھم
اسکی نسبت جناب مخاطب صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ (انما) حصر کی خبر
عدا فرماتا ہے انما اللہ الہ واحد - جزاین نیست کہ اللہ الہ واحد ہے اون کے
ذہن رزین میں یہہ امر مرتکز و جاگزین ہوگیا ہے کہ ترکہ انبیاء کا انحصار محض احادیث
ہوچکا ہے سوائے علم و حدیث کے اونکا اور کوئی ترکہ دو رثہ نہیں ہے میں افسوس
کرتا ہوں کہ مخاطب صاحب نے (انما) کو یہہ معنی حصر تجویز کرتے وقت شاہ صاحب کی
روح سے بھی شرم نہ کی حضرات اہلسنت کی یہہ کیفیت ہے جبکہ کوئی لفظ مفید مطلب
ہوتا ہے اوسکے معنی بدلکر کچھہ اور رنگ پکڑ جاتے ہیں اور جسوقت وہی لفظ مضرت
رسان ہوتا ہے دوسرا پہلو بدل لیتے ہیں - جناب امیر علیہ السلام نے جو رکوع میں
انگشتری تصدق کی تھی اوسکے بارہ میں خدا نے یہہ آیت شریف نازل فرمائی ہے -
انما ولیکم اللہ و رسولہ الی آخرہ شیعہ کہتے ہیں کہ (انما) انحصار ولایت پر دلالت

کرتا ہے یعنے متولی امر خدا و رسول بجز اسکے اور کوئی نہین جسنے رکوع مین انگشتری دی اور وہ شخص باتفاق امت جناب امیر علیہ السلام ہین - پس آپ ہی آنحضرت کے خلیفہ بلا فصل ہین اسپر جناب شاہصاحب کو ایسا غصہ آیا کہ فرط غیظ و غضب و جوش حسد و عداوت خاندان نبوت سے صاف انکار کردیا کہ شیعہ (انما) کو حصر تجویز کرنے مین بر سر غلطی ہین - انحصار ولایت حضرت امیر کی ذات پر منحصر نہین دیگر بزرگوار بھی متولی امر اسلام ہین دیکھئے مخاطب صاحب انما کو حصر لکھنے مین سچے ہین یا عبد العزیز صاحب اونکے خلاف بیان کرنے مین - اگر جناب مخاطب بہ مخالفت شاہصاحب (انما) کو حصر بیان کرتے ہین تو اونکو ثلاثہ کی خلافت سے استعفا، لازم آگیا کیونکہ شاہصاحب نے اسی خوف سے انکار حصر کیا ہے حضرت مخاطب بالیقین سمجھ لین کہ ہم بھی (انما) کو حصر جانتے ہین - اور حدیث موصوفہ بالا مین (انما) نہایت صحیح و بجا حسب موقع واقع ہوا ہے اور حکم حصر سے یہہ ہی مراد ہے کہ بجز علم و احادیث علما، اور کسی چیز کے از قسم درہم و دینار وارث انبیا نہین ہو سکتے نہ یہہ کہ اون کی وارثت ہی یا اجراء احکام ارث ممنوع ہے - مین امید کرتا ہون کہ رسالہ ہذا کو معائنہ کرکے متزلزل ہدایت پاوینگے اور شیعہ مدارج یقین مین انشاء اللہ ترقی حاصل کرینگے اور مخاطب فرط ندامت پیوند زمین ہوجاوینگے - والسلام من اتبع الہدیٰ -

تمت

الحمد اللہ کہ رسالۂ ثبوت وراثت انبیاء بتاریخ ۲۸ - ماہ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء مطبع ریاض فیض نگینہ مین باہتمام خواجہ بشیر حسین کے چھپ کر شائع ہوا -

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نقشہ معرکہ کربلا - معہ نام سرداران		بشارت نامہ - یعنے وصیت نامہ	
وتعداد فوج یزید متعلقہ ہر سردار -	۱ر	رسول مقبول قیمت	۔ر
تعویذ ام الصبیان	۔ر	میزان فارسی - جس مین فارسی کی	
تعویذ دعا گنج العرش	۔ر	تعریف و ترتیب بطریق میزان الصرف	
دعا طاعون کلان	۰ر	عربی ہے - قیمت	۳ر
ایضاً - خورد -	۔ر	انشاء گلدستہ رقعات انشاء پردازی	
رسالہ ماس پرکاش مصنفہ سید		مین مفید کتاب ہے قیمت	ۂر
امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ در اردو قیمت	۳ر	انشاء دلکشا - چار جزی خوشخط جلی قلم	۲ر
کھیمی کے تنکے بوٹی - ایضاً	۱ر	دستور الصبیان -	ۂر
نیوگنامہ - در اردو آریہ	ۂر	صفوۃ المصادر - دو جزی خوشخط	
ایضاً حصہ دوم در اردو آریہ	۰ر	جلی قلم قیمت	۱ر
ناول شعلہ پنہان - در مکالمہ		قادر نامہ	۰ر
عفت و عصمت دو ہمشیرگان ایک		تشریح الحروف -	۰ر
اخلاقی ناول جس مین مردون کے		قاعدہ بغدادی	۔ر
عیوب بڑی خوبی سے دکھلائے		حکایات لطیف	۱ر
گئے ہین -	۴ر	قصہ شاہ روم	۰ر
ناول قیصر و حسینہ - ایک دلچسپ		کربلا -	۰ر
و دلگداز ناول -	۴ر	خالق باری -	۰ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
لڑکون کا کھیل -	ا ر	تفضیح الکاذبین مصنفہ سید امیر کاظم صاحب	
شکایت نامہ	ـ ر	رئیس نگینہ در مناظرہ - قیمت	۴
کنواری نامہ -	ـ ر	تردید الکاذبین - ایضاً	۴ ر
کنوارہ نامہ	ـ ر	طاعون کا حکمی علاج	ـ ر
پہاڑہ اردو	ـ ر	رسالہ غسل و وضو -	مفت
پہاڑہ ناگری	ـ ر	بارہ ماسہ جمنا جواہر اردو -	ـ ر
اچھر دیپ ״	۰ ر	بھگتی پردیپ کا ناگری -	۰
بال اوپدیش	ـ ر	تلخیص مرقع کربلا مصنفہ سید نذیر کاظم	
پارہ عم -	ا ر	صاحب رئیس نگینہ	۳ ر
پارہ الم -	ا ر	سچا عقیدہ - مصنفہ جناب مولوی	
عہد نامہ	ـ ر	کرامت حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد -	۰ ر
دعائے جمیلہ -	ـ ر	تاریخ جناب سیدہ - مصنفہ ایضاً	۲ ر
ماسقیمان	۰	**کاغذات عدالت**	
محمود نامہ	۰ ر		
قصہ سیاہ پوس	۰ ر	جملہ کاغذات عدالت و رسید بہی وغیرہ	
مثنوی بہانہ عاشق بھوان	ۓ ر	مطبع ہذا مین موجود ہین -	

المشتہر خواجہ بشیر حسین مالک مطبع ریاض فیض نگینہ